حصہ اوّل

چھوٹا مُنہ بڑی بات

یعنی

مرزاجی کی زبان سے

حضرت عیسٰے علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق

توہین آمیز کلمات

تالیف

ابن سرور ابوالشہید حافظ عبدالرحمٰن مظفر گڑھی

مکتبہ سروریہ

مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شپ لاہور

فون : ۸۴۴۷۶۲

مُقدّمہ

زیرِ نظر رسالہ ایک تاریخی اَلمیہ کی دَرد ناک دَاستان ہے کہ مرزاجی نے جب سے اِصلاح و تجدیدِ دین کے نام پر اپنا قلم اُٹھایا، اَپنے مخاطبین کو وہ گالیاں دیں کہ دُنیا بھر کی تاریخ میں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی اِس دَور کی مِثال نہیں مل سکتی یُوں معلوم ہوتا ہے کہ مرزاجی کو گالیاں دینے کا خاص چسکا تھا۔ اگرچہ آپ کے قلمِ خونخوار سے نہ کوئی نبیؑ بچا نہ صحابیؓ نہ اَہلِ بیت نہ عُلماؔ اور بزرگانِ اُمّت مگر عجیبہ یہ ہے کہ آپ جس کے مثیل ہونے کے مدعی تھے یعنی حضرت عیسٰی علٰی نبیّنا وعلیہ السّلام، اِن کو آپ نے مُنہ بھر کر گالیاں دیں کہ یہودی بھی کان میں اُنگلیاں دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ اِس بارہ میں مرزاجی کی تحریرات اِس قدر متعفّن ہیں کہ میں ناک پر کپڑا رکھے بغیر اس کو پڑھ نہیں سکا۔ اَور آپ بھی یقیناً یہ تلخی اَور تعفّن محسوس کرینگے۔ زیرِ نظر رسالہ سے پہلے اِسکا حِصّہ اوّل شائع ہو چکا ہے جسمیں مرزاجی کے گلستانِ نبوّت سے چند گلدستے آپ کے دماغ کی عطر بیزی کیلئے جمع کر دیئے تھے۔ یہ اِس کا دُوسرا حِصّہ ہے جو اِس وقت آپکے ہاتھ میں ہے۔ اِس میں اِن عبارات کے متعلّق عذرِ گناہ بدتر اَز گناہ کا مکمّل پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے۔ اَور الزامی اَور تحقیقی جواب سے مزیّن کیا ہے۔

اِس رسالہ میں آپ دوؔ چیزیں دیکھیں گے ایک تو حضرت عیسٰی علٰی نبیّنا وعلیہ السّلام

کے متعلق "قرآنی تعلیمات" اور اسلامی نقطہ نظر کی وضاحت کی ہے۔

اور دوسری چیز "مرزا جی" کے عقائد قرآن شریف سے انحراف اور توہین مسیح کی عبارتیں جو اس کی اپنی کتابوں سے بقید صفحہ درج ہیں۔ حوالے خود اصل کتابوں سے دیئے گئے ہیں۔ خیانت ثابت کرنے والوں کو فی حوالہ دس روپے انعام دیا جائے گا۔ اب مطالعہ کے بعد فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ کہ یہ بازاری گالیاں تو ایک طرف، عام آدمی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ غیر شریف انسان کے قلم سے بھی نہیں نکل سکتیں۔

حافظ عبدالرحمان

متوطن :- چاہ شاہ عالم والا - قصبہ شاہ جمال - ضلع مظفر گڑھ ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ پ ۳ - ع ۱۲

بیشک اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا! آدم اور نوح علیہما السلام کو اور ابراہیم علیہ السلام کے گھر کو اور عمران یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نانا کے گھر کو سارے جہان سے جو اولاد ہے ایک دوسرے کی اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

ف:۔ یعنی سب کی دعاؤں کو سنتا، اور سب کے ظاہری و باطنی احوال و استعداد کو جانتا ہے۔ لہٰذا یہ وہم نہ کرنا چاہیئے کہ کیف ما اتفق انتخاب کرلیا ہوگا۔ وہاں کا ہر کام پورے علم و حکمت پر مبنی ہے۔

حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے متعلق قرآنی آیات

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّىْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِىْ بَطْنِىْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّىْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

جب کہا عمران کی عورت یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی نے، کہ اے رب میں نے نذر کیا تیرے جو کچھ میرے پیٹ میں ہے سب سے آزاد رکھ کر، سو تو مجھ سے قبول کر بیشک تو ہی ہے اصل سننے جاننے والا،

ف:۔ حضرت عمران کی بیوی، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی حنّہ بنت فاقوذ اسنے اپنے زمانہ کے رواج کے موافق منّت مانی تھی کہ خداوندا جو بچّہ میرے پیٹ میں ہے میں اسے تیرے نام پہ آزاد کرتی ہوں۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ تمام دنیاوی مشاغل اور قید نکاح وغیرہ سے آزاد رہ کر ہمیشہ خدا کی عبادت اور کلیسا کی خدمت میں لگا رہے گا۔

اے اللہ! تو اپنی مہربانی سے میری نذر کو قبول فرما۔ تو میری عرض کو سنتا اور میری نیت اور اخلاص کو جانتا ہے گویا لطیف طرز میں استدعا ہوئی کہ لڑکا پیدا ہو کیونکہ لڑکیاں اس خدمت کیلئے قبول نہیں کیجاتی تھیں۔

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی ۔

پھر جب اس کو جنا بولی اے رب میں نے اس کو لڑکی جنی۔ (پ ۳، ع ۱۲)

ف:۔ یہ حسرت و افسوس سے کہا کیونکہ خلافِ توقع پیش آیا۔ اور لڑکی قبول کرنیکا دستور نہ تھا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی ۔

اور اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے جو کچھ اس نے جنا اور بیٹا نہ ہوتا جیسی بیٹی، (پ ۳، ع ۱۲)

حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے متعلق قرآنی آیات

ف:۔ یہ درمیان میں بطور جملہ معترضہ حق تعالیٰ کا کلام ہے یعنی اسے معلوم نہیں کیا چیز جنی۔ اس لڑکی کی قدر و قیمت کو خدا ہی جانتا ہے جسطرح کے بیٹے کی اسے خواہش تھی، وہ اس بیٹی کو کہاں پہنچ سکتا تھا۔ یہ بیٹی بذاتِ خود مبارک و مسعود ہے۔ اور اسکے وجود میں ؟ ایک عظیم الشان مبارک و مسعود بیٹے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود ہے۔

وَاِنِّیْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّیْۤ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پ ۳ ع ۱۲

اور میں نے اس کا نام رکھا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اسکو اور اسکی اولاد کو شیطان مردود سے

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا پ ۳ ع ۱۲ ، سے

پھر قبول کیا اس کو اسکے رب نے اچھی طرح کا قبول اور بڑھایا اسکو اچھی طرح بڑھانا اور سپرد کی زکریا علیہ السلام کے،

ف :- یعنی گو لڑکی تھی مگر حق تعالیٰ نے لڑکے سے بڑھکر اسے قبول فرمایا۔ اور بیت المقدس کے مجاورین کے دلوں میں ڈال دیا کہ عام دستور کیخلاف لڑکی کو قبول کرلیں۔ اور ویسے بھی مریم علیہا السلام کو قبول صورت بنایا اور اپنے مقبول بندہ حضرت زکریا علیہ السلام جو کہ مریمؑ کے خالو لگتے تھے کے سپرد کیا۔ اور اپنی بارگاہ میں حسن قبول سے سرفراز کیا، جسمانی، روحانی، علمی، اخلاقی ہر حیثیت سے غیر معمولی بڑھایا۔

مجاورین میں اسکی پرورش کے متعلق جب اختلاف ہوا تو یہ اختلاف مشتعل جھگڑے کی شکل اختیار کرگیا کیونکہ ہر ایک مجاور کی یہ تمنا تھی کہ مریم میری تربیت میں رہے چنانچہ قرعہ اندازی کی نوبت آئی تو اللہ تعالیٰ نے قرعہ اندازی میں قرعہ انتخاب حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکال دیا۔ تاکہ لڑکی اپنی

حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآنی آیات

خالہ کی آغوش میں تربیت پائے۔ اور حضرت زکریا علیہ السلام کے علم و دیانت سے مستفید ہو جب مریمؑ سیانی ہوئی تو مسجد کے پاس انکے لیے ایک حجرہ مخصوص کردیا مریم وہاں دن بھر عبادت میں مشغول رہتی اور رات اپنی خالہ کے پاس گذارتی۔

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا پ ۳ ع ۱۲

جس وقت آتے مریم علیہا السلام کے پاس حجرہ میں زکریا علیہ السلام پاتے اس کے پاس کچھ کھانے کی چیزیں۔

ف :- کہتے ہیں مریم کے پاس بے موسم میوے آتے گرمی کے پھل سردی میں اور سردی کے پھل گرمی میں، اب کھلم کھلا مریم کی برکات و کرامات اور غیر معمولی نشانات ظاہر ہونے شروع ہوتے جن کا بار بار مشاہدہ ہونے پر حضرت

زکریّا علیہ السلام سے نہ رہا گیا اور از راہِ
تعجّب پوچھنے لگے۔

قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ ھٰذَا

قَالَتْ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَرْزُقُ
مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ (پ ۳ ع ۱۲)

اے مریم! کہاں سے آیا تیرے پاس یہ؟ وہ
کہنے لگی یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے۔
اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہے بے حساب۔

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ
اصْطَفٰکِ وَطَھَّرَکِ وَاصْطَفٰکِ عَلٰی
نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ۔ (پ ۳ ع ۱۲)

اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم اللہ تعالیٰ نے
پسند کیا اور ستھرا بنایا۔ اور پسند کیا تجھکو سب
جہان کی عورتوں پر (اپنے زمانہ میں)

نوٹ:۔ جب حضرت مریم علیہا السلام
ناجائز تعلق سے پاک دامن رہتے ہوئے
بغیر شادی کے اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ سے

حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے متعلق قرآنی آیات

حاملہ ہوئی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے
تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ
لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّا ط پ ۱۶ ع

پھر لائی اسکو اپنے لوگوں کے پاس گود میں،
وہ اسکو کہنے لگے اے مریم! تو نے کی یہ چیز طوفان کی۔

ف:۔ یعنی بچّہ جنتے ہی پہلے دن
اسے گود میں اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے
سامنے آئی تو لوگ دیکھ کر ششدر رہ گئے
کہنے لگے! مریم تو نے غضب کر دیا
اس سے زیادہ جھوٹ غضب طوفان
کی چیز اور کیا ہو گی کہ ایک لڑکی کنواری
رہتے ہوئے بچّہ جنے اور اس پر مزید
ظلم یہ کہ وہی لڑکی زھد اور تقویٰ میں
اپنی مثل نہ رکھتی ہو۔ چنانچہ پہلے زمانہ میں
ہارون نامی ایک شخص زہد اور تقویٰ میں
اپنا مثل نہیں رکھتا تھا اسکی نیکی کا یہ عالم تھا کہ

حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے متعلق قرآنی آیات

دُوسروں کیواسطے ضرب المثل بن کر رہ گیا تھا اگر کوئی مردوں یا عورتوں میں سے متّقی ہوتے تو دُوسرے لوگ اُنہیں ہارون کا بھائی یا بہن کہہ کر پکارتے، جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ حضرت مریم علیہا السّلام بھی زُہد اور تقویٰ میں اپنی مثل نہ رکھتیں تھی اور پوری قوم میں ہارون کی بہن کے نام سے مشہور تھی، لیکن جب قوم نے دیکھا کہ مریم کی شادی بھی نہیں ہوئی اور اسکی گود میں بچّہ ہے جو اسی نے جنا ہے تو کہنے لگے!

يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا

اے ہارون کی بہن نہ تھا تیرا باپ آدمی بُرا اور نہ تھی تیری ماں بدکار،

ف:۔ یعنی اُسی پہلے نام سے موسوم کر کے مگر، اب بدگمان ہو کر کہنے لگے کہ تیرے ماں باپ اور خاندان والے ہمیشہ سے نیک رہے ہیں تجھ میں یہ بُری خصلت کہاں سے آئی۔

فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا پ۱۶

پھر اشارہ کیا مریم علیہا السّلام نے لڑکے کی طرف لوگ کہنے لگے ہم کیونکر بات کریں اس شخص سے جو گود میں ہے بچّہ

ف:۔ یعنی اس شرمناک حرکت پر یہ ستم ظریفی کہ بچّہ سے پوچھ لو۔ بھلا ایک گود کے بچّہ سے ہم کیسے سوال و جواب کر سکتے ہیں۔

قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا

قوم کی یہ گفتگو سُن کر وہ بچّہ بولا، میں بندہ ہوں
پ۱۶ ع
اللہ کا مجھ کو اُسنے کتاب دی ہے اور کیا ہے مجھکو نبی

ف:۔ حضرت مریم علیہا السّلام کے ماں باپ اور خاندان کی بزرگی اور طہارت پہلے ہی سے مسلّم تھی اسی طرح مریم علیہا السّلام کی

پاکدامنی زہد و تقویٰ کے متعلق قوم کو صرف
حسنِ ظن ہی نہیں تھا بلکہ علم الیقین رکھتے تھے
لیکن یہ دیکھ کر کہ مریمؑ نے کنواری رہتے
ہوئے بچہ جنا۔ تو فطرتی طور پر انہیں یہ
بدگمانی ہوتی اور کہنے لگے اے مریم تو نے
تو غضب کر دیا۔ اب ظاہر ہے کہ مریم علیہا السلام
لاکھ قسمیں کھاتی مگر کون یقین کرتا، سو اللہ تعالیٰ
نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی قدرت کاملہ سے
گویا کر دیا، قوم نے جب پہلے ہی دن کے
بچہ کو خرق عادت معجزانہ طور پر کلام کرتے ہوئے
دیکھا تو ساری بدگمانی جاتی رہی۔ اور
سب لوگ مطمئن ہو گئے۔

یہ وہ خاندان ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے
اپنے کلام مبارک میں بایں طور فرمایا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ
إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ پ ۳

بیشک اللہ تعالیٰ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو

اور ابراہیم کے گھرانے کو اور عمران یعنی حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے نانا کے گھرانے کو سارے جہان سے

حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ پ ۶
اور والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولی ہے۔

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا پ ۲۸
اور مریم عمران کی بیٹی جس نے اپنی عصمت کی
اور اپنے آپ کو بدکاری سے بچائے رکھا۔

اب آپ دوسرے کالم پہلے صفحہ سے اسی
خاندان کے متعلق مرزا جی کے خیالات بھی ملاحظہ فرماویں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں !!!

وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ،
وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ پ ۳

(عیسیٰ علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کے مقربین اور
نیک بخت بندوں میں سے ہیں۔

ف:۔ تمام امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے

کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سب کے سب
محفوظ عن الخطاء ہی نہیں بلکہ معصوم ہیں
گناہ کرنا تو درکنار گناہ کا خیال بھی
انکے دِل میں پیدا نہیں ہو سکتا۔

اَب ذرا اگلے صفحات میں مرزا جی جو کچھ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلّق اِس کے برعکس فرماتے ہیں ملاحظہ فرمادیں!

مرزا جی کے خیالات

آپ (یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام)
کا خاندان بھی نہایت پاک مطہر ہے۔
تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زِنا کار
اور کسبی عورتوں میں سے تھیں۔
(نعوذ باللہ من ذالک از مؤلف)

رُوحانی خزائن جلد ۱۱ انجام آتھم صـ ۲۹۱
(تصنیف مرزا جی ۴ سے)

مَریم کی وہ شان ہے جس نے
ایک مدّت تک اپنے تیئں نکاح سے
روکا۔ اور پھر بزرگانِ قوم کے نہایت
اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کرلیا
گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف
تعلیم توراتِ عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا
اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا
گیا۔ اور تعدّدِ ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی
گئی۔ یعنی باوجود یُوسف نجار (ترکھان) کی
پہلی بیوی ہونیکے پھر مریم کیوں راضی ہوئی
کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے،
میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں ہیں جو
پیش آگئیں۔ اِس صُورت میں وہ لوگ
قابلِ رحم تھے نہ قابلِ اعتراض۔

(روحانی خزائن جلد ۱۹)

(کشتی نوح صـ $\frac{18}{19}$ تصنیف جناب مرزا جی)

جب چھ۶ سات۷ مہینے کا حمل نمایاں ہوگیا
تو تب حمل کی حالت میں قوم کے بزرگوں نے
مریم کیساتھ یوسف نجار (ترکھان) کا نکاح کردیا
اور اسکے گھر جاتے ہی ایک۱ دو۲ ماہ کیبعد
مَریم کو بیٹا ہُوا، وُہ ہی عیسٰی یا یسوع
کے نام سے موسوم ہُوا۔

(روحانی خزائن جلد صـ $\frac{355}{20}$ چشمہ مسیحی)

یسُوع (عیسٰی علیہ السلام) کے چار۴ بھائی
اور دو۲ بہنیں تھیں یہ سب یسُوع کے
حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں
یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں

(بحوالہ مذکور در حاشیہ) ۱۶ سے

حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کیساتھ قبل نکاح پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے مگر خوانین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے حتیٰ کہ نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے۔ جسکو بُرا نہیں مانتے بلکہ ہنسی ٹھٹھے میں بات کو ٹال دیتے ہیں۔ کیونکہ یہود کیطرح یہ لوگ ناطے کو ایک قسم کا نکاح ہی جانتے ہیں جسمیں پہلے مہر بھی مقرر ہو جاتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۴، ایام صلح صفحہ $\frac{300}{66}$)

(تصنیف جناب مرزا جی)

مرزائیو :- مذکورہ بالا حوالہ جات عربی نہیں متوفیک ورافعک کی علمی بحث نہیں، بلکہ اُردو کی صاف صاف عبارتیں ہیں۔ پاک و ہند میں لاکھوں غیر مسلم اُردو جاننے والے موجود ہیں۔ انکو ہی دکھالو اور ان سے فیصلہ کرالو کہ ان عبارات سے حضرت عیسٰی علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے ثابت ہوتے ہیں یا نہیں؟

مندرجہ بالا حوالہ جات کے پیش نظر حسب ذیل سوالوں کا تمہارے پاس کیا جواب ہے

۱۔ کیا یوسف نجار نامی کوئی شخص نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام کا باپ تھا۔

۲۔ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کے حقیقی بہنیں تھیں۔

۳۔ کیا قرآن شریف کی کوئی آیت یا صحیح حدیث پیش کر سکتے ہیں کہ حضرت مریم صدیقہ سلام اللہ علیہا کا نکاح یوسف نجار سے ہوا تھا اور اس سے حضرت مریمؑ کی اولاد ہوتی تھی۔

۴۔ حضرت مریمؑ نے اللہ تعالیٰ سے بتول (کنواری) رہنے کا جو عہد کیا تھا، اس عہد کی خلاف ورزی کر کے مریمؑ کامل مومنہ رہیں یا نہ۔

مرزا جی کے خیالات

۵۔ کیا حضرت مریم علیہا السلام کو حمل پہلے ہوا تھا اور نکاح بعد میں کس مستند اور غیر محرف کتاب میں یہ واقعہ لکھا تھا۔

۶۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے باپ کا ذکر کرکے مرزا جی نے یہودیوں کی ہمنوائی کی ہے یا نہیں

۷۔ حضرت مریم علیہا السلام کی مجبوریوں کا ذکر قرآن شریف کی کسی آیت میں یا کسی حدیث شریف میں ہے۔

۸۔ کس کتاب میں لکھا ہے کہ بعض سرحدی پٹھان قبیلوں کی لڑکیاں نکاح سے پہلے اپنے منسوبوں سے حاملہ ہو جاتی ہیں اور کتاب کی شرعی حیثیت کیا ہے۔

۹۔ حضرت مریم علیہا السلام کا نکاح سے پہلے اپنے منسوب یوسف نجار کیساتھ اختلاط کا کیا مفہوم ہے، قبل از نکاح اپنے منسوبوں سے حاملہ ہونے والی لڑکیوں کیساتھ حضرت مریم علیہا السلام کو تشبیہ دینے سے کیا تمہارے نبی مرزا جی کی یہ غرض نہ تھی کہ انہیں لڑکیوں کی طرح معاذ اللہ حضرت مریم حاملہ ہوئیں۔

مرزا جی کی عبارت کا صاف مفہوم یہ ہے

۱۔ حضرت مریم علیہا السلام اپنے منسوب یوسف نجار کیساتھ قبل از نکاح اختلاط کرتی تھی اور اسکے ساتھ گھر سے باہر چکر لگایا کرتی تھی اور پٹھانوں کے بعض قبائل کی لڑکیوں کی طرح (نعوذ باللہ) نکاح سے پہلے حاملہ ہوئیں۔

۲۔ مریم (نعوذ باللہ) کامل ایماندار نہ تھی۔ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ سے کنواری رہنے کا جو عہد کیا تھا۔ لیکن نکاح کرکے اپنے عہد کی خلاف ورزی کی۔ اور نکاح بھی ایام حمل میں کیا۔ جو موسوی شریعت میں ناجائز تھا۔

۳۔ موسوی شریعت کی رو سے یہودیوں میں

ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری بیوی ناجائز تھی۔ اسلیئے حضرت مریمؑ کی یوسف نجار سے نسبت اور نکاح ناجائز ہوتے۔ لہذا (معاذاللہ) حسب تصریح مرزاجی، حضرت مریم علیہا السّلام کے چار بیٹوں اور دو بیٹیوں کی پیدائش بھی ناجائز تھی

۴۔ حضرت مریم علیہا السّلام کا ناجائز نکاح بزرگانِ قوم نے اس مجبوری کی وجہ سے کیا تھا کہ وہ حاملہ ہوگئی تھی۔

۵۔ نکاح سے پہلے کا حمل یوسف نجار ہی کا تھا۔ کیونکہ یوسف نجار سے حضرت مریمؑ کی جو اولاد پیدا ہوتی مرزاجی انھیں حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں قرار دیتا ہے۔ حقیقی بھائی بہن وہ ہوتے ہیں جو ایک ماں باپ سے ہوں اگر ماں ایک اور باپ مختلف ہوں۔ تو ایسے بہن بھائی اخیافی کہلاتے ہیں۔

مرزا جی کے خیالات

اور اگر باپ ایک اور مائیں الگ ہوں تو انہیں علاتی کہا جاتا ہے۔

مرزاجی لکھتے ہیں۔

ایک اور اعتراض ہے جو ہم (یعنی مرزاجی) نے کیا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ یسوع (علیہ السلام) کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ موروثی اور کسبی گناہ سے پاک تھا حالانکہ یہ صریح غلط ہے ..... یسوع نے اپنا گوشت و پوست تمام تر اپنی والدہ سے پایا تھا۔ اور وہ گناہ سے پاک نہ تھی۔

(روحانی خزائن جلد ۱۳ کتاب البریہ ص ۵۹)

(تصنیف جناب مرزاجی) ۱۸ سے

ایک شریر مکّار نے جس میں سراسر یسوع (عیسٰی علیہ السلام) کی روح تھی۔ لوگوں میں مشہور کیا کہ میں ایک ایسا ورد بتلا سکتا ہوں جسکے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آجائے گا۔

(روحانی خزائن جلد ۱۱ انجام آتھم درحاشیہ صفحہ ۲۸۹)

(تصنیف مرزا جی)

ہاں آپ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینی اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ اُدنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکت جائے افسوس نہیں کیوں کہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔

(روحانی خزائن جلد ۱۱ انجام آتھم صفحہ ۲۸۹ درحاشیہ)

(تصنیف جناب مرزا جی)

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھکر اس پر بد دُعا کی۔

مرزا جی کے خیالات

اور دوسروں کو دُعا کرنا سکھلایا۔ اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو مگر خود اسقدر بدزبانی بڑھ گئی۔ کہ یہودی بزرگوں کو والدالحرام تک کہہ دیا، اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو گالیاں دیں اور بُرے بُرے نام ان کے رکھے۔

(روحانی خزائن جلد ۲۰ چشمہ مسیحی صفحہ ۳۴۶/۱۱ تصنیف مرزا جی)

آپ (یعنی علیہ السلام) کے ہاتھ میں سوائے مکروفریب کے اور کچھ نہیں تھا۔

(انجام آتھم صفحہ ۲۹۱ تصنیف مرزا جی)

آپ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جنکے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔۔۔۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت شاید اسی وجہ سے ہو، کہ جدی مناسبت درمیان رہے ورنہ

کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اسکے سر پر ملے۔ اور اپنے بالوں کو اسکے پیروں پر ملے ۔

سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۱، انجام آتھم ص ۲۹۱ حاشیہ)

(تصنیف جناب مرزا جی)

میرے نزدیک مسیح (علیہ السلام) شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا۔

(بحوالہ ریویو جلد ۱ صفحہ ۱۲۴، ۱۹۰۲)

(بیان جناب مرزا جی)

یورپ کے لوگوں کو جسقدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا، کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے، شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی

مرزا جی کے خیالات

عادت کی وجہ سے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۹، کشتی نوح ص ۵۱/۶۵ ،)

(تصنیف جناب مرزا جی ص ۹۶ حاشیہ)

ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے صلاح دی کہ ذیابیطس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے میں نے جواب دیا کہ یہ آپ کی بڑی مہربانی ہے کہ ہمدردی ہے کہ لیکن اگر میں ذیابیطس کیلئے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔

(روحانی خزائن جلد ۱۹، نسیم دعوت ۴۳۴/۶۹)

(تصنیف جناب مرزا جی)

یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) صاحب کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں اور کب تک

اُن کے حال کو رُوویں۔
کیا مُناسب تھا کہ وہ ایک زانیہ عورت کو
یہ موقع دیتا کہ وہ عین جوانی اور حُسن کی
حالت میں ننگے سر اس سے مل کر بیٹھتی
اور نہایت ناز و نخرہ سے اس کے پاؤں
پر اپنے بال ملتی اور حرام کاری کے عطر سے
اس کے سر پر مالش کرتی۔
اگر یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کا دل بد خیالات
سے پاک ہوتا تو وہ ایک کسبی عورت کو
نزدیک آنے سے ضرور منع کرتا مگر
ایسے لوگ جنکو حرامکار عورتیں کے چھونے سے
مزہ آتا ہے وہ ایسے نفسانی موقع پہ
کسی ناصح کی نصیحت بھی نہیں سنا کرتے
دیکھو یسوع کو ایک غیرت مند بزرگ نے
نصیحت کے ارادہ سے روکنا چاہا
کہ ایسی حرکت کرنا مناسب نہیں۔
مگر یسوع نے اس کے چہرہ کی

ترش روئی سے سمجھ لیا کہ میری اِس حرکت سے یہ شخص بیزار ہے۔ تو رندوں کیطرح اعتراض کو باتوں میں ٹال دیا۔ اَور دعویٰ کیا کہ یہ کنجری بڑی اخلاص مند ہے۔ ایسا اخلاص تو تجھ میں بھی نہیں پایا گیا۔ سُبحَانَ اللّٰہ کیا عُمدہ جواب ہے۔

یسوع (عیسیٰ علیہ السّلام) ایک زناکار عورت کی تعریف کر رہے ہیں کہ بڑی نیک بخت ہے بھلا جو شخص ہر وقت شراب سے مست رہتا ہے اَور کنجریوں سے میل جول رکھتا ہے اَور کھانے میں ایسا اوّل نمبر کا، جو لوگوں میں یہ اِس کا اِس کا نام ہی پڑ گیا ہے کہ یہ کھاؤ پیو ہے اِس سے کس تقویٰ اَور نیک بختی کی اُمید ہو سکتی ہے۔

کون عقلمند اَور پرہیز گار ایسے شخص کو پاک باطن سمجھے گا جو جوان عورت کے چھُونے سے پرہیز نہیں کرتا۔ ایک کنجری خوب صُورت ایسی قریب بیٹھی ہے گویا بغل میں ہے کبھی ہاتھ لنبا کر کے سَر پر عطر مل رہی ہے کبھی پیروں کو پکڑتی ہے اَور کبھی اَپنے خوشنما اَور سیاہ بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے اَور گود میں تماشہ کر رہی ہے۔ یسوع صاحب اِس حالت میں وجد میں بیٹھے ہیں۔ اَور اگر کوئی اِعتراض کرتا ہے تو اِس کو جھڑک دیتے ہیں۔ اَور طرفہ یہ کہ عُمر جوان اَور شراب پینے کی عادت اَور پھر مجرّد اَور ایک خوبصُورت کسبی عورت سامنے پڑی ہے۔ اَور جسم کیساتھ جسم لگا رہی ہے۔ کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے۔ اَور اِس پر کیا دَلیل ہے کہ اِس کسبی کے چھُونے سے یسُوع (عیلیٰ علیہ السلام) کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ اَفسوس کہ یسُوع (عیسیٰ علیہ السّلام) کو یہ بھی میسّر نہیں تھا کہ اِس فاسقہ پر نظر ڈالنے کے بعد اَپنی کسی بیوی سے صُحبت کر لیتا۔ کمبخت زانیہ کے چھُونے سے

اَور ناز و اَدا کرنے سے کیا کچھ (نفسانی) جذبات پیدا ہوئے ہوں گے۔ اَور شہوت کے جوش نے پوُرے طور پر کام کیا ہو گا۔ اِسی وجہ سے یسُوع (عیسٰی علیہ السلام) کے منہ سے یہ بھی نہ نکلا، اے حَرام کار عورت مجُھ سے دُور رہ،

(روحانی خزائن جلد ۹ نورالقرآن نمبر ۲ ص ۴۴۸/۴۴۹، ص ۷۳/۷۴ تصنیف جناب مرزا جی، ۳۳ سے)

میسح (علیہ السلام) کی راست بازی اَپنے زمانہ میں دُوسرے راستبازوں سے بڑھکر ثابت نہیں ہوتی۔۔۔ بلکہ یحیٰی نبی کو اِس پر ایک فضیلت ہے۔ کیوں کہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اَور کبھی نہیں سُنا گیا کہ کِسی فاحشہ عورت نے آکر اَپنی کمائی کے مَال سے اِس کے سَر پر عطر مَلا تھا یا اَپنے سَر کے بالوں سے اِس کے بدن کو چھُوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اِسکی خدمت کرتی تھی۔ اِسی وجہ سے خُدا نے قرآن شریف میں یحیٰی کا نام حصور رکھا، مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیوں کہ ایسے قصّے اِس نام کے رکھنے سے مَانع تھے۔ (روحانی خزائن جلد ۱۸ دافع البلاء ص ۲۲/۴ تصنیف جناب مرزا جی)

(از مؤلّف) اللہ تعالیٰ اَپنے بندوں میں سے کِسی کو کِسی خِطاب سے نوازتے ہیں۔ تو کِسی کو کوئی خِطاب عطا فرماتے ہیں مثلاً آدم اَور داوٗد علیہما السلام دونوں کو خلیفۃ اللہ کا خطاب دیا۔ تو حضرت نوح علیہ السلام کو عبداً شکوراً کے خطاب سے نوازا۔ حضرت ابراہیم اَور ادریس علیہم السلام کو صدّیق، اَور ابراہیم علیہ السلام کو صدّیق کے سَاتھ حنیف اَور خلیل کے خطاب سے یاد فرمایا۔ تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو حلیم اَور صادق الوعد کے خِطاب سے شرف بخشا۔ حضرت موسٰی علیہ السلام کو مُخلص اَور حضرت سلیمان علیہ السلام کو نعم العبدُ اَور حضرت

ایوب علیہ السلام کو نعم العبد کے ساتھ صابر کا خطاب بھی عطا فرمایا۔ علیٰ ہذا اگر یحییٰ علیہ السلام کو سید اور حصور کا خطاب بخشا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "ایدناہ بروح القدس" اور روح اللہ کا خطاب مرحمت فرمایا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو سراجاً منیراً کا خطاب دیکر آپ کا مرتبہ بلند فرمایا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام قرآن شریف میں حصور نہیں رکھا تو کیا اس کی وہی وجہ ہے جو مرزاجی نے بیان کی ہے۔ اور اگر واقعی وہی وجہ ہے جو جناب مرزاجی نے بیان فرمائی ہے تو جناب مرزاجی نے بھی اپنے کئی نام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں الہام ہوئے ہیں بیان فرمائے ہیں اور وہ ننانوے ہیں مثلاً آریوں کا بادشاہ، کرشن[1]۔ رودر گوپال[2] برہمن اوتار[3]۔ آواہن[4]۔ امین الملک[5] جے سنگھ بہادر۔ علاوہ ازیں اور بھی جتنے نام ہیں ان میں حصور نام نہیں ہے تو کیا اسکی وجہ بھی وہی ہے جو عندالمرزا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حصور نام نہ رکھنے کی تھی۔ کیا کوئی احمدی دوست مرزاجی کو اسی قماش کا انسان تصور کرنے کے واسطے تیار ہے۔ جس قماش کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرزاجی کے نزدیک تھے۔ اور پھر اس ضرب سے تو نعوذ باللہ من ذالک باقی انبیآ علیہم السلام بھی محفوظ نہیں رہتے۔ کیوں کہ سوائے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے کسی نبی کا نام اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حصور نہیں رکھا۔

مرزاجی کو اگر باقی انبیآ علیہم السلام کی عصمت کا پاس نہیں تھا تو کم از کم اتنا سمجھ میں آجاتا کہ میری اس بیان کردہ وجہ سے خود میری اپنی ذات کہاں تک محفوظ رہیگی۔

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی　　یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا ہی گھر نہ ہو

(جو[1] بقول ان کے)

ـــــــه حقیقۃ الوحی ص۵۲۲ [1] حقیقۃ الوحی ص۵۲۲ تصنیف مرزاجی

[2] حقیقۃ الوحی ص۵۲۱ تصنیف مرزاجی، [3] تذکرہ مکاشفات والہامات مرزاجی ص۳۱۱، [4] [5] تذکرہ ص۶۷۳

ناظرین کرام:۔ آپ گذشتہ سطروں میں پڑھ چکے ہیں کہ جہاں مرزاجی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور عیب شمار کیے ہیں۔ وہاں آپ کی بسیار خوری کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں، یسوع مسیح (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کھانے میں ایسا اوّل نمبر کا جو لوگوں میں نام ہی پڑ گیا ہے۔ کہ یہ کھاؤ پیو ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۱۶۳ تصنیف جناب صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم۔اے)

مگر حقیقت یہ ہے کہ آئینہ میں اپنا منہ دکھتا ہے۔ عربی کا مقولہ ہے، المرء یقیس علیٰ نفسہٖ ÷ چنانچہ مرزا صاحب خود کھانے پینے کے معاملہ میں صفِ اوّل میں تھے۔ میں اپنے دعویٰ کی دلیل میں صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے قادیان کی عبارت نقل کرتا ہوں ملاحظہ فرماویں۔

مرزا صاحب کے مرغوبات:۔ بیان کیا مجھ کو عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب جب بڑی مسجد جاتے تھے تو گرمی کے موسم میں کنویں سے پانی نکلوا کر ڈول سے ہی منہ لگا کر پانی پیتے تھے۔ اور مٹی کے تازہ آب خورہ میں پانی پینا پسند تھا۔ اور حضرت صاحب کو اچھے تلے ہوئے کرارے پکوڑے پسند تھے کبھی کبھی مجھ سے منگوا کر مسجد میں ٹہلتے ٹہلتے کھایا کرتے تھے۔ اور سالم مرغ کا کباب بھی پسند تھا۔۔۔۔ گوشت کی خوب بھنی ہوئی بوٹیاں بھی مرغوب تھیں

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۳۲ تا ص۱۳۵ تصنیف جناب صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

پرندوں کا گوشت آپ کو مرغوب تھا۔۔۔۔ نیز فاختہ کے لیے شیخ عبد الرحیم کو مہیا کرنے کے واسطے فرمایا کرتے تھے۔ مرغ اور بٹیروں کا گوشت بھی آپکو پسند تھا۔۔۔۔ مرغ کا گوشت ہر طرح سے آپ کھاتے تھے۔ سالن ہو یا بھنا ہوا کباب ہو یا پلاؤ، مگر اکثر ایک ران پر گذارہ کر لیتے اور وہی آپکو کافی ہو جاتی تھی۔۔۔۔ پلاؤ بھی آپ کھاتے تھے مگر ہمیشہ نرم اور گداز اور گلے ہوئے چاولوں کا اور میٹھے چاول تو کبھی خود کہہ کر پکوا لیا کرتے تھے۔۔۔۔ عمدہ کھانے اور یعنی کباب، مرغ، پلاؤ یا انڈے۔۔۔۔ یا فرینی دودھ بالائی مکھن، بادام روغن تک صرف قوت کے قیام اور ضعف دور کرنے کو استعمال، فرماتے تھے۔۔۔۔ میوہ جات آپ کو پسند تھے۔۔۔۔ پسندیدہ میووں میں سے آپ کو انگور، بمبئی کا کیلا، ناگپوری سنگترہ، سیب، سردے، سردلی آم زیادہ پسند تھے۔ باقی میوے بھی گاہے بگاہے کھا لیا کرتے تھے۔ برف، سوڈا لیمن جنجر وغیرہ بھی آپ پی لیا کرتے۔ بلکہ شدت گرمی میں برف امرتسر لاہور سے خود منگوا لیا کرتے تھے۔ بازاری مٹھائیوں میں سے کسی قسم کا پرہیز نہ تھا۔ نہ اس بات کی پڑچول تھی کہ ہندوؤں کی ساختہ ہے یا مسلمان کی۔۔۔۔ ولائیتی بسکٹوں کو بھی جائز فرماتے تھے۔ (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۱۳۲ تا ص۱۳۵ تصنیف جناب صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

پرندہ کا شوربا آپ پسند کرتے تھے۔ اس لیے خدام کوشش کرتے تھے کہ کوئی پرندہ شکار کر کے لائے۔ مچھلی کا گوشت بھی حضرت صاحب کو پسند تھا

دُودھ آپ کو ہضم تو نہیں ہوتا تھا۔ لیکن پی لیتے۔(سیرۃ المہدی حصہ اوّل صفحہ ۵۰)

(سب کچھ پسند تھا اگر پسند نہ تھی تو صرف بیچاری دال، از مؤلف)

(حیات النبی جلد اوّل نمبر ۲ صفحہ ۱۳۹ مؤلف یعقوب علی صاحب قادیانی)

کثرت کی آفت اور کھانا گھر میں کھانا ایک وہ زمانہ تھا کہ حضرت صاحب باہر مہمانوں میں بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے تھے اور ابتدا میں بعض دفعہ آپ کے ساتھ ایک آدمی ہوتا تھا اور بعض دفعہ دو اور بعض دفعہ چھ سات آدمی ہوتے تھے، آخر ہوتے ہوتے یہ تعداد پندرہ بیس تک جا پہنچی تو آپ نے کھانا باہر مہمانوں کے ساتھ کھانا چھوڑ دیا۔۔۔ پھر یہ بات نہ رہی اور آپ نے گھر میں بیٹھ کر کھانا شروع کر دیا۔

(میاں بشیر الدین محمود احمد کا بیان اخبار "الفضل" جلد ۳۴ نمبر ۳۰۰ مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۴۶ء)

ہم بہت شکر گذار ہوں گے، اگر کوئی مرزائی احباب اس پر روشنی ڈالیں کہ آخر کیا مجبوری پیش آگئی تھی کہ مرزا جی نے اپنی اس عادت کو تبدیل فرما لیا۔

ناظرینِ کرام! مرزا جی نے جو الزام حضرت عیسٰی علیہ السلام پر لگاتے ہیں، وہ گذشتہ سطروں میں آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں دوبارہ یہاں لکھنے کی ضرورت نہیں میں صرف خلاصہ عرض کیے دیتا ہوں۔ عیسٰی علیہ السلام شرابی تھے۔ اور کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی آپ رکھتے تھے۔ حرامکار عورت کے چھونے سے آپ کی شہوت نے جنبش کی تھی ایک کنجری بغل میں بیٹھی گود میں تماشہ کرتی رہی اور آپ اس حالت میں وجد میں بیٹھے رہے ایک بے تعلق جوان عورت آپ کی خدمت کرتی تھی وغیرہ وغیرہ ،،،

اگر کوئی مرزائی دوست قرآن شریف اور حدیث شریف کی اور بائیل سے کھلی مجلس میں یہ الزامات ثابت کر دے تو میں دس ہزار روپے انعام دوں گا۔

ھــل مــن مبــازر

مرزا جی کی خدمت ـــ نامحرم مستورات کے سپرد تھی۔

اسٹیشن کی سیر | بیان کیا مجھ سے مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول نے کہا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے۔ اسٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی آپ بیوی صاحبہ کیساتھ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگے یہ دیکھکر مولوی عبدالکریم صاحب جنکی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی۔ میرے پاس آئے اور کہنے لگے بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھر رہے ہیں۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ وہ بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں حضرت نے فرمایا! جاؤ جی! میں ایسے پردہ کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آتے میں نے کہا مولوی صاحب جواب لے آئے۔ (سیرۃ المہدی ص۶۹ تصنیف جناب صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم۔اے)

چہل قدمی | مرزا جی فرماتے ہیں، میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے۔ کیونکہ طبی اصول کیمطابق ان کے لیے چہل قدمی مفید ہے۔ ان کے ساتھ چند خادم عورتیں ہوتی ہیں۔ اور پردے کا پورا التزام ہوتا ہے۔ ہم باغ تک جاتے ہیں پھر واپس آجاتے ہیں۔ اور چند عورتوں سے مراد خدمت گار عورتیں مراد ہیں۔ جو پندرہ سولہ

ہوتی ہیں۔ (کتاب منظور الٰہی ص۲۴۴ مطبوعہ قادیان، تصنیف بابو منظور الٰہی قادیانی)

دو کنواری لڑکیاں

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہا کہ مدت کی بات ہے۔ جب میاں ظفر احمد کپورتھلوی صاحب کی پہلی بیوی فوت ہو گئی، اور ان کو دوسری بیوی کی تلاش ہوئی تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں ان کو میں لاتا ہوں آپ ان کو دیکھ لیں پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہے اس سے آپ کی شادی کر دی جائے۔ چنانچہ حضرت صاحب اندر گئے اور ان دو لڑکیوں کو بلا کر کمرے کے باہر کھڑا کر دیا۔ اور پھر اندر آکر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں۔ آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں۔ چنانچہ میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا۔ اور پھر حضرت صاحب نے ان دونوں کو رخصت کر دیا۔ اور اس کے بعد میاں ظفر احمد سے پوچھنے لگے، کہ اب بتاؤ تمہیں کون سی لڑکی پسند ہے؟ وہ نام تو کسی کا نہ جانتے تھے اسلیئے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے وہ اچھی ہے۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی۔ میں نے کہا حضور میں نے تو نہیں دیکھا۔ پھر آپ خود فرمانے لگے کہ ہمارے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے جس کا منہ گول ہے۔ پھر فرمایا!!!! جس شخص کا چہرہ لمبا ہوتا ہے (مرزا کی طرح) وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً بدنما ہو جاتا ہے۔ لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔

میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا۔ کہ اس وقت حضرت صاحب اور میاں ظفر احمد صاحب اور میرے سوا اور کوئی شخص وہاں نہیں تھا،

نیز یہ کہ حضرت صاحب اِن لڑکیوں کو کس احسن طریق سے وہاں لائے تھے۔ اَور پھر اِن کو مناسب طریق پر رخصت کر دیا۔ (سیرۃ المہدی صـ ۲۵۹/۱۷)

قہوہ پلانا ڈاکٹر سیّد عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا، کہ میری بڑی لڑکی زینب نے مجھ سے بیان کیاکہ ایک دفعہ مسیح موعود قہوہ پی رہے تھے کہ حضور نے اَپنا بچا ہوا قہوہ دیا اَور فرمایا! زینب یہ پی لو۔ میں نے عرض کیا حضور یہ گرم ہے اَور مجھ کو ہمیشہ اِس سے تکلیف ہو جاتی ہے آپ نے فرمایا! یہ ہمارا بچا ہوا قہوہ ہے۔ تم پی لو کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ میں نے پی لیا (سیرۃ المہدی صـ ۲۶۶/۳۴)

کھانا کھلانے والی بیان کیا مجھ سے رحیم بخش مولوی صاحب نے کہاکہ بیان کیا مجھ مرزا سُلطان احمد صاحب نے۔ کہاکہ جو عورت والد صاحب کو کھانا دینے جاتی تھی۔ وہ بعض اَوقات وَاپس آکر کہتی تھی، میاں اِن کو یعنی حضرت صاحب کو کیا ہوش، یا کتابیں ہیں یا یہ ہیں۔ (سیرۃ المہدی صـ ۲۳۴/۱۷)

(**نوٹ**) کتابیں پڑھنا بھی شانِ نبوّت کیخلاف ہے وہ انسانوں کی قے نہیں چاٹتے۔ مؤلّف

پاخانہ میں لوٹا ایک دِن آپ نے کسی خادمہ سے فرمایا! کہ آپ کے لیے پاخانہ میں لوٹا رکھ دے۔ اِس نے غلطی سے تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ دیا۔ جب حضرت صاحب فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا! کہ لوٹا کس نے رکھّا۔ جب بتایا گیا کہ فلاں خادمہ نے رکھّا تھا تو آپ نے اِسے بلوایا اَور اِسے اَپنا ہاتھ آگے کرنے کو کہا۔ اَور پھر اِس کے ہاتھ پہ آپ نے

اس لوٹے کا بچا ہوا پانی گرا دیا۔ (سیرۃ المہدی صہ ۲۴۳/۳۷)

بھانو اور مرزا جی دیاں لتاں

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت اُمّ المومنین نے ایک دن سُنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک ملازمہ مسمات بھانو تھی۔ وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی حضور کو دبانے بیٹھی، چونکہ وہ لحاف کے اُوپر سے دبا رہی تھی، اسی لیے اُسے پتہ نہ لگا کہ جس کو میں دبا رہی ہوں وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ (مرزاجی کو تو پتہ لگ جانا چاہیئے تھا) تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا! بھانو۔ آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی، جی ہاں تدے تے تہاڈیاں لتاں لکڑیاں وانگ ہویاں ہویاں ایں یعنی جی ہاں جبھی تو آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔ (سیرۃ المہدی صہ ۲۱۰/۳۷)

عائشہ اور پاؤں دبانے کی خدمت

مرزا جی کے ایک مرید کا کہنا ہے کہ! میری بیوی عائشہ جو مجھے بہت پیاری تھی حضرت جی کو اسکے پاؤں دبانے خدمت بہت پسند تھی

دوپٹہ اور کسی کی یاد

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ڈاکٹر نور محمد صاحب لاہوری کی بیوی ڈاکٹرنی کے نام سے مشہور تھی۔ وہ مدتوں قادیاں آکر حضور کے مکان میں رہی اور حضور کی خدمت کرتی تھی، جب وہ فوت ہوگئی تو اس کا ایک دوپٹہ حضرت صاحب نے یاد دہانی کے لیے بیت الدعا کی کھڑکی کی ایک آہنی سلاخ سے بندھوا دیا۔ (سیرۃ المہدی صہ ۱۲۶/۱۴۷)

رات کو پہرہ

مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حامد علی صاحب مرحوم نے

بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں، میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں، اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سُنے اور آپ کو جگا دیا، اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ اِن ایّام میں عام طور پر پہرہ مائی فجو منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔ (سیرۃ المہدی صفحہ ۲۱۳ جلد ۳)

(عورتوں سے پاؤں دبوانے اور پہرہ دلوانے میں کوئی راز ہوگا ورنہ مردوں کی کمی تو نہ تھی۔ از مؤلف)

مراق کا مجرّب نسخہ ڈاکٹر سیّد عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور جب سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے تو میں رعیہ سے اِن کی خدمت میں حاضر ہوئی اِن ایّام میں مجھے مراق کا سخت دورہ تھا۔ میں شرم کے مارے آپ سے عرض نہیں کر سکتی تھی۔ میں حضور کی خدمت کرتی تھی کہ حضور نے خود معلوم کر کے فرمایا! کہ زینب تجھ کو مراق کی بیماری ہے، ہم دُعا کریں گے کچھ ورزش کیا کرو، اور پیدل چلا کرو، میں اپنے مکان پر جانے کے لیے جو حضور کے مکان سے ایک میل دُور تھا تانگے کی تلاش کی مگر نہ مِلا (کوئی تانگے کا وقت بھی ہوتا تو مِلتا، تانگے تو رات کے گیارہ، بارہ بجے تک شہر میں مِل سکتے ہیں، خُدا جانے کونسا وقت ہوگا۔ از مؤلف)

اس لیے مجبوراً مجھے پیدل جانا پڑا۔ مجھے پیدل چلنا سخت مصیبت اور ہلاکت معلوم ہوتی تھی۔ مگر خدا کی قدرت جوں جوں میں پیدل چلتی تھی، آرام معلوم ہوتا تھا، حتّٰی کہ دوسرے دن میں پیدل چل کر حضور کی زیارت کو آئی (تانگے کا وقت نہ ہوگا) تو دورہ مراق جاتا رہا اور بالکل آرام آگیا۔ (سیرۃ المہدی صفحہ ۲۷۵ ج ۳ تصنیف صاحبزادہ بشیر احمد ایم اے)

(**از مؤلف**:۔ مراق کا یہ نسخہ زینب کیلئے تو تیر بہدف ثابت ہوا، مگر خود مرزا جی تمام عمر مراق کے مریض رہے ⁂)

لکھتے ہیں، مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی یعنی مراق اور ایک نیچے کے دھڑ کی کثرتِ بول۔ (تشحیذ الاذہان جون ۱۹۰۶ء)

اور نہ ہی یہ نسخہ مرزا جی کی بیوی کو راس آیا۔ لکھتے ہیں میری بیوی کو مراق ہے۔ (بیان مرزا جی مندرجہ بالا کتاب منظور الٰہی صفحہ ۲۴۲ مطبوعہ قادیان تصنیف بابو منظور الٰہی قادیانی)

(یہ مراق کا مرض موروثی چلا آتا ہے۔ چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب فرماتے ہیں، مجھ کو بھی مراق کا مرض ہے) (از مؤلف)

ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا۔ کہ میں تین ۳ ماہ کے قریب حضرت صاحب کی خدمتِ اقدس میں رہی ہوں، گرمیوں میں پنکھا وغیرہ (یہ وغیرہ تشریح طلب ہے) اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ رات خدمت کرتے گذر جاتی تھی۔ مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی

بلکہ خوشی سے دِل بھر جاتا تھا۔ ایک آدھ دفعہ ایسا موقعہ آیا کہ عشاء کی نماز سے صُبح کی نماز تک مُجھ کو ساری ساری رات تک خدمت کا موقع مِلا پھر بھی اس حالت میں مُجھ کو نہ نیند، نہ غنودگی اور نہ تھکان معلُوم ہوتی تھی، بلکہ خوشی اور سُرور پیدا ہوتا تھا۔۔۔ حضور نے فرمایا! زینب اِس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ (سیرۃ المہدی صفحہ ۲۷۳ تصنیف صاحبزادہ بشیر احمد ایم اے)

ایک پادری صاحب مجُھ سے کہنے لگا کہ مرزا جی حضرت عیلیٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں، ایک کنجری خوبصُورت ایسی قریب بیٹھی ہے کہ گویا بغل میں ہے۔ کبھی ہاتھ لمبا کر کے سر پر عطر مَل رہی ہے۔ کبھی پیروں کو پکڑتی ہے اور کبھی اپنے خوش نُما سیاہ بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے۔ اور گود میں تماشہ کر رہی ہے۔ یسوع صاحب اس حالتِ وجد میں بیٹھے ہیں۔ اور طرفہ یہ کہ عُمر جوان اور شراب پینے کی عادت اور پھر مجرد۔۔۔۔ اور ایک خوب صُورت کسبی عورت سامنے پڑی ہے۔ جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے۔۔۔ اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسبی عورت کے چھُونے سے یسوع کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ افسوس کہ یسوع کو یہ بھی میسّر نہیں تھا کہ اس فاسقہ پر نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے صحبت کر لیتا۔ زانیہ کے چھُونے سے اور ناز و انداز کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے۔ اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہو گا۔ تو ہمیں بھی حق ہے کہ یہ کہیں کہ مرزا جی ساری رات نامحرم عورتوں سے پھرا دلواتے تھے اور پاؤں دلواتے تھے،

اسی طرح عائشہ کو پاؤں دبانے میں خاص مشق تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا جی، کو اس کی پاؤں دبانے کی خدمت بہت پسند تھی۔ کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے کہ نامحرم عورتوں سے ساری ساری رات پیر دبولاتے اور پہرا دلواتے اور پنکھا کراتے۔ خاص کر زینب جو ایک خوبصورت جوان لڑکی سے ساری رات پنکھا وغیرہ، اور اسی طرح کی خدمت کراتے۔ خاص کر جب کہ مرزا جی سیالکوٹ کے سفر میں ہیں، بیوی بھی پاس نہیں۔ اور قوتِ مردمی بھی پچاس آدمیوں کے برابر اپنے اندر رکھتے ہیں (روحانی خزائن ص ۲۵۴ ج ۱۵ تریاق القلوب)

اس پر کیا دلیل ہے کہ مرزے جی کی شہوت نے جنبش نہ کی ہو گی۔ اور کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوتے ہوں گے۔ اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا۔

ناظرینِ کرام آپ گذشتہ سطروں میں پڑھ چکے ہیں کہ مرزے جی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو کچھ کہا ہے اسے قرآن شریف سے ہی ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ لیکن جب مسلمانوں کی طرف سے مرزے جی کی اس بہتان تراشی اور مسیح علیہ السلام کی توہین کرنے پر لعن طعن ہوئی تو فرمانے لگے، یہ جو کچھ میں نے کہا ہے صرف انجیل کے حوالوں سے،

لیکن ناظرینِ کرام آپ کو یاد رہے کہ یہ بھی کسی کو گالیاں دینے کا ایک طریق ہے۔ چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود احمد فرماتے ہیں۔

کسی کو گالیاں دینے کا ایک طریق یہ بھی ہوا کرتا ہے کہ دوسرے کی طرف گالی منسوب کر کے اس کا ذکر کیا جائے۔ جیسے کوئی شخص کسی کو اپنے منہ سے

توحرام زادہ نہ کہے۔ مگر یہ کہدے کہ فلاں شخص آپ کو حرام زادہ کہتا تھا۔ یہ بھی گالی ہوگی۔ جو اس نے دوسرے کو دی۔ (احرار کو مباہلہ کا چیلنج صنا)

لیکن سچ ہے کہ برتن سے وہی ٹپکتا ہے۔ جو اس میں ہوتا ہے مذکورہ بالا عبارتوں میں مرزائی تہذیب نے برہنہ ناچ کیا ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ اس عبارت کے مکروہ اور گندے الفاظ انجیل میں نہیں ہیں۔ مرزے جی نے انجیل کا نام لیکر اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے۔ اور اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔

میں انجیل کی اصل عبارت نقل کرتا ہوں تاکہ عام تہ الناس اندازہ لگا سکیں کہ مرزے جی نے کسقدر کذب بیانی افترا پردازی اور بہتان طرازی کا مظاہرہ کیا ہے،

بائیبل میں ہے ! پھر کسی فریسی نے اس (یسوع مسیح) سے درخواست کی کہ میرے ساتھ کھانا کھا۔ پس وہ اس فریسی کے گھر میں کھانا کھانے بیٹھا تو دیکھو ایک بدچلن عورت جو اس شہر کی تھی یہ جان کر کہ وہ اس فریسی کے گھر میں کھانا کھانے بیٹھا ہے وہ سنگ مرمر کی عطر دانی میں عطر لائی، اور اس کے پاؤں کے پاس روتی ہوئی پیچھے کھڑی ہو کر اس کے پاؤں آنسوؤں سے بھگونے لگی۔ اور اپنے سر کے بالوں سے پونچھے، اور اس کے پاؤں بہت چومے، اور ان پر عطر ڈالا۔ اس کی دعوت کرنے والا فریسی یہ دیکھ کر اپنے جی میں کہنے لگا کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو جانتا کہ جو اسے چھوتی ہے وہ کون ہے۔ اور کیسی عورت ہے۔ کیونکہ بدچلن ہے۔ یسوع نے جواب میں اس سے کہا کہ اے شمعون! مجھے تجھ سے کچھ کہنا ہے۔ وہ بولا! اے استاد کہہ۔ کسی ساہوکار کے دو[۲]

قرضدار تھے۔ ایک پانچسو دینار کا دُوسرا پچاس کا۔ جب اِن کے پاس ادا کرنیکو کچھ نہ رہا تو اس نے دونوں کو بخش دیا۔ پس ان میں سے کون اِس سے زیادہ محبت رکھے گا؟ شمعون نے جواب میں کہا، میری دانست میں وہ جسے اس نے زیادہ بخشا۔ اس نے اس سے کہا کہ تو نے ٹھیک فیصلہ کیا۔ اَور اس عورت کی طرف پھر کر اس نے شمعون سے کہا تو اس عورت کو دیکھتا ہے' میں تیرے گھر میں آیا، تو نے میرے پاؤں دھونے کو پانی نہ دیا۔ مگر اس نے میرے پاؤں آنسوؤں سے بھگو دیئے، اَور اپنے بالوں سے پونچھے، تو نے مجھ کو بوسہ نہ دیا، مگر اس نے جب سے میں آیا ہوں میرے پاؤں کا چومنا نہ چھوڑا۔ تو نے میرے سر میں تیل نہ ڈالا۔ مگر اس نے میرے پاؤں پر عطر ڈالا ہے ÷ اِس لیے میں تجھ سے کہتا ہوں کہ اس کے گناہ جو بہت تھے معاف ہوئے کیونکہ اس نے بہت محبّت کی۔ مگر جس کے تھوڑے گناہ معاف ہوئے وہ تھوڑی محبّت کرتا ہے۔ اَور اس عورت سے کہا تیرے گناہ معاف ہوئے اِس پر وہ جو اِس کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے تھے، اپنے جی میں کہنے لگے کہ یہ کون ہے جو گناہوں کو بھی معاف کرتا ہے؟ مگر اس نے عورت سے کہا، کہ تیرے ایمان نے تجھے بچا لیا ہے، سلامت چلی جا۔ (انجیل لوقا باب ۷ درس ۳۶ تا ۵۰)

پھر مریم نے جٹا ماسی کا آدھ سیر خالص اَور بیش قیمت عطر لیکر یسوع کے پاؤں پر ڈالا۔ اَور اپنے بالوں سے اِس کے پاؤں پونچھے اَور گھر عطر کی خوشبو سے مہک گیا۔ مگر اِس کے شاگردوں میں سے ایک شخص یہوداہ اسکریوطی جو اسے

پکڑوانے کو تھا، کہنے لگا، یہ عطر تین سو دینار میں بیچ کر غریبوں کو کیوں نہ دیا گیا؟
اس نے یہ اس لیے نہ کہا کہ اس کو غریبوں کا فکر تھا۔ بلکہ اس لیے کہ چور تھا۔
چوں کہ اس کے پاس تھیلی رہتی تھی، اس میں جو کچھ پڑتا وہ نکال لیتا تھا۔
پس یسوع نے کہا کہ اسے یہ عطر مرے دفن کے دن کے لیے رکھنے دے
کیوں کہ غریب غرباء تو ہمیشہ تمہارے پاس ہیں۔ لیکن میں ہمیشہ تمہارے پاس
نہ رہوں گا۔ (انجیل یوحنا باب ۱۲ درس ۴ تا ۸)

اور جب یسوع بیت عنیاہ میں شمعون کوڑھی کے گھر میں تھا تو ایک
عورت سنگِ مرمر کی عطر دانی میں قیمتی عطر لے کر اس کے پاس آئی اور جب وہ
کھانا کھانے بیٹھا تو اس کے سر پر ڈالا، شاگرد یہ دیکھ کر خفاء ہوئے اور
کہنے لگے کہ یہ کس لیے ضائع کیا گیا۔ وہ تو بڑے داموں کو بک کر غریبوں کو
دیا جا سکتا تھا۔ یسوع نے یہ جان کر ان سے کہا کہ اس عورت کو کیوں دق،
کرتے ہو۔ اس نے تو میری ساتھ بھلائی کی ہے۔ کیوں کہ غریب غرباء تو
ہمیشہ تمہارے پاس ہیں۔ لیکن میں تمہارے پاس ہمیشہ نہ رہوں گا۔ اور اسنے
جو یہ عطر میرے بدن پر ڈالا ہے یہ میرے دفن کی تیاری کے واسطے کیا،
میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمام دنیا میں جہاں کہیں اس خوشخبری کی منادی
کیجائیگی یہ بھی جو اس نے کیا اس کی یادگاری میں کہا جائیگا۔ (انجیل متا باب ۲۶ درس ۶ تا ۱۳)

ناظرین کرام ہم نے انجیل سے اصل واقعہ نقل کر دیا ہے۔ وہ
بدچلن عورت جسکا نام مریم تھا۔ اپنے گناہوں کی معافی کیلئے روتی ہوئی

یسوع مسیح کے پاس آئی۔ چنانچہ اسے کہا گیا کہ تیرے گناہ مُعاف ہوتے۔ اور تیری توبہ قبول ہوئی۔ اَب تو سلامت چلی جا اور وہ خوش ہو کر چلی گئی۔

مِرزا غلام احمد قادیانی کے توہین آمیز الفاظ، جنہیں اِس نے موٹی قلم سے جلی حروف میں لکھا ہے —— گویا بغل میں ہے —— گود میں تماشا کر رہی ہے —— یسوع صاحب حالتِ وجد میں بیٹھے ہیں —— خوبصورت کسبی عورت سامنے پڑی ہے جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے —— یسوع کی شہوت —— وغیرہ اخلاق سے گرے ہوئے حیا سوز الفاظ انجیل اربعہ میں سے کسی میں ہرگز نہیں اَور کبھی جب مِرزا جی سے کوئی جواب بن نہیں پاتا تو کہتے ہیں میں نے دراصل حضرت عیسٰی علیہ السلام کو گالیاں نہیں دیں۔ بلکہ میں نے عیسائیوں کے فرضی یسوع کو گالیاں دیں ہیں چنانچہ انجامِ آتھم صہ ۲۹۳ پر لکھتے ہیں۔ مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالٰی نے یسوع کی قرآن میں کہیں خبر نہیں دی۔ ہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مُراد لیا ہے۔ (روحانی خزائن جلد ۹ نور القرآن صہ ۳۷۵ تصنیف مرزا جی)

لیکن یہ بالکل غلط ہے۔ یسوع اَور عیسٰی ایک ہی ہستی کا نام ہے۔ جیسے ہم حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نام سے موسوم کرتے ہیں اَور عیسائی یسوع کے نام سے چنانچہ مرزا جی خود اقرار کرتے ہیں اَور فرماتے ہیں۔

جن نبیوں کا اِس وجودِ عنصری کے ساتھ آسمان پہ جانا تصوّر کیا گیا ہے۔ وہ دُو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا ایلیا اَور ادریس بھی نام ہے اَور دُوسرے مسیح ابنِ مریم جنکو عیسٰی اَور یسوع بھی کہتے ہیں (روحانی خزائن جلد ۳ توضیح مرام صہ ۵۲ تصنیف مرزا جی)

جب چھ[6] سات[7] مہینے کا حمل نمایاں ہوگیا، تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نجار (ترکھاں) سے نکاح کردیا۔ اور اسکے گھر جاتے ہی ایک دو[2] ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا، وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا، (روحانی خزائن جلد ۲۰ ص ۳۵۵/۲۹ چشمہ مسیحی تصنیف مرزا جی)

نوٹ:۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور یسوع ایک ہی ہستی کے دو[2] نام ہونے پر مرزا جی نے حسب ذیل کتابوں میں وضاحت کیساتھ بیان فرمایا ہے۔

گذشتہ اوراق میں آپ یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے بغیر باپ کی ہوتی، چنانچہ جب حضرت مریم علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ملی کہ تجھے ایک فرزند دیا جانیوالا ہے تو اس کی حیرانی کی حد نہ رہی اور ـــــــ

قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَکُ بَغِیًّا ۔ پ ۱۶

(بولی کہاں سے ہوگا میرے لڑکا، اور چھوا نہیں مجھکو آدمی نے، اور میں بدکار کبھی نہیں تھی)

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ وَلِنَجْعَلَہٗٓ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَۃً مِّنَّا وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا ○ پ ۱۶

(وہ مجھ پر آسان ہے اور کریں گے ہم اسکو نشانی لوگوں کے واسطے، اور یہ امر طے ہوچکا ہے)

ف:۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے خرق عادت معجزانہ طور پر پیدا فرماکر آپ کی پیدائش کو عجوبہ قرار دیا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بزرگی ظاہر فرمائی ہے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ کی عادت مبارکہ ہے۔

کسی کو کسی نعمت سے نوازتے ہیں تو دوسرے کو کسی اور نعمت سے شرف بخشتے ہیں،

اب آپ اسکے متعلق مرزا جی کے خیالات ملاحظہ فرماویں !!!!

اور جس حالت میں برسات کے دِنوں میں ہزار ہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں ۔۔۔۔ تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی ۔ بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے ۔ (رُوحانی خزائن جلد ۲۰ چشمہ مسیحی صـ ۳۵۶/۲۸ تصنیف جناب مرزا جی)

از مؤلف:۔ بعض قویٰ سے محروم ہونے پر بھی جناب مرزا جی نے اشارہ فرمایا ہے ۔ چنانچہ لکھتے ہیں ۔

مردمی اور رجولیت انسان کے صفاتِ محمودہ میں سے ہے ، ہیجڑہ ہونا کوئی صفت نہیں ۔۔۔۔ حضرت مسیح مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے محروم ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حُسنِ معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے ۔ (مکتوباتِ احمدیہ جلد ۳ صـ ۲۸ ، رُوحانی خزائن جلد ۹ نور القرآن ۲ صـ ۳۹۲/۱۷)

مرزائیوں سے سوال؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ۔ مرزا جی کہیں تو لکھتے ہیں کہ !!!!!

اِس پر کیا دلیل ہے کہ اِس کسبی عورت کے چھونے سے یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی ۔۔۔۔ کمبخت زانیہ کے چھونے سے اور ناز و انداز کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوتے ہوں گے اور شہوت کے جوش نے پورے طور کام کیا ہو گا ۔۔۔۔

اور کہیں لکھتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیجڑا تھے۔ کیا یہ دو متضاد صفات نہیں، جنہیں مرزاجی ایک ہی انسان میں مانتے ہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام، مرزاجی کے نزدیک ہیجڑہ تھے تو شہوت کیسی۔ اور اگر انکے اندر شہوت کا مادہ تھا تو ہیجڑہ پن کیوں؟ (سچ ہے دروغ گورا حافظہ نہ باشد)

نوٹ:۔ مرزاجی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کبھی کہنا کہ وہ ہیجڑا تھے۔ اور کبھی ان میں شہوت ماننا گویا ایک منہ سے دو متضاد باتیں، اسے تناقض کہتے ہیں۔ اور جس کے کلام میں تناقض ہو اس کے متعلق مرزاجی فرماتے ہیں جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔ (روحانی خزائن جلد ۱۹ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۷۵)

اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۹۱ تصنیف جناب مرزاجی)

صاف ظاہر ہے کہ کسی سچیار اور عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل اور مجنون یا منافق ہو۔

(روحانی خزائن جلد ۱۰ ست بچن ص ۱۴۲ تصنیف جناب مرزاجی)

ظاہر ہے کہ مرزاجی کے کلام میں تناقض ہے لہٰذا مرزاجی جھوٹے پاگل بے عقل مجنون اور منافق ٹھہرے۔ یہ انکے اپنے قول کے مطابق ہے۔ کیونکہ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ جس کے کلام میں تناقض ہو وہ جھوٹا، پاگل، بے عقل، مجنون اور منافق ہے۔

زباں جل جائے گر میں نے کہا ہو کچھ سر محشر
تمہاری تیغ کے چھینٹے تمہارا نام لیتے ہیں

گذشتہ صفحات پر آپ پڑھ چکے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کو پیدا کرتے ہی قوّتِ گویائی عطا فرمائی
اور پیدا ہونے کے بعد پہلے ہی دن
اِنِّیْ عَبْدُ اللہِ میں اللہ کا بندہ ہوں کہکر
والدہ کے متعلق پوری قوم کو مطمئن کر دیا
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کے
بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَیُکَلِّمُ
النَّاسَ فِی الْمَھْدِ اے مریم جس لڑکے
کی ہم نے تجھ کو بشارت دی ہے،
وہ پیدا ہوتے ہی مہد یعنی پنگھوڑے
میں لوگوں سے کلام کرے گا۔ اور
حدیث شریف میں وارد ہے،
عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
لَمْ یَتَکَلَّمْ فِی الْمَھْدِ اِلَّا ثَلٰثَۃٌ عِیْسَی
ابْنُ مَرْیَمَ صَاحِبُ جُرَیْجٍ ......
وَصَبِیٌّ یُرْضِعُ مِنْ اُمِّہٖ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا گود کے بچّوں میں سے صرف
تین ۳ ہی بچّے بولے ہیں ۔ ایک تو حضرت
عیسیٰ علیہ السلام اور دو ۲ اور ہیں،
یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں
میں موجود ہے ۔ اب جناب،
مرزا آنجہانی کی منطق بھی سُنیئے!
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت
لکّھا ہے کہ وہ مہد میں بولنے لگے۔
بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ
دو ۲ چار برس کے ہوئے، کیوں کہ
یہی وہ وقت ہے جو بچّوں کا پنگھوڑوں میں
کھیلنے کا ہوتا ہے۔ اور ایسے بچّے
کے لیے باتیں کرنا کوئی تعجب انگیز امر
نہیں ۔ ہماری لڑکی اُمّۃ الحفیظ بھی
بڑی باتیں کرتی ہے ۔ (بحوالہ ملفوظات مسیح موعود)

(مرزا غلام احمد جلد ۱ صٓ ۲۳۵)
(الناشر الشرکت الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ)

اَز مُرتّب:۔ اگر جناب مرزا صاحب کی منطق کو صحیح مانا جائے تو پھر سب بچّے مہد میں بولنے والے ہوتے۔ تو آنحضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا فرمانا کہ

لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ اِلَّا ثَلٰثَةٌ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَصَاحِبُ جُرَيْجٍ ----- وَصَبِيٌّ يَرْضَعُ مِنْ اُمِّهٖ۔

گود کے بچّوں میں سے صرف تین[۳] بچّے بولے ہیں، کا کیا مطلب ہوگا۔ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اِن تین[۳] کی تخصیص فرما کر سب کی نفی کیوں فرمادی۔ فَتَدَبَّرُوْا

حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ پ۳ ع

حضرت عیسٰی علیہ السّلام دُنیا میں صاحبِ عزّت ہوں گے اور آخرت میں بھی

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ پ۶

نہ اُنہوں نے (یہودیوں) نے قتل کیا عیسٰی علیہ السّلام کو اور نہ سولی پر لٹکایا!

؛ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ پ۶

نہیں قتل کیا عیسٰی علیہ السّلام کو یقیناً، بلکہ اُٹھالیا اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف (آسمان پر)

وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ پ۷

(اے عیسٰی یاد کر میرا وہ احسان جو میں نے تجھ پر کیا) جبکہ یہودیوں کو میں نے دُور رکھا تجھ سے، دست درازی کرنے سے تجھ پر، اور گرفتار کرنے سے تجھ کو،

لیکن

مرزا جی اِس کے برعکس فرماتے ھیں!

عیسٰی علیہ السّلام گرفتار کیے گئے، ہاتھ، پاؤں میں بیڑیاں ڈالی گئیں،

گالیاں دی گئیں سر پر کانٹوں کا تاج رکھا گیا، چہرے پر تھوکا گیا پسلی چھیدی گئی، تازیانے لگائے گئے منہ پر طمانچے مارے گئے، ہنسی کی گئی ٹھٹھے سے اڑائے گئے۔ ہاتھ، پاؤں میں کیلیں ٹھوکی گئیں جن سے وہ غشی کی حالت میں ہو گیا جو کچھ اس کے مقدر میں تھا سب کچھ دیکھ کر آخر سولی پر لٹکائے گئے۔

(روحانی خزائن جلد ۴ ازالہ اوہام صـ)

(تصنیف جناب مرزا جی)

(خیالاتِ مرزا جی)

ازمؤلف:- لیکن جب مرزا جی کی اپنی باری آتی ہے تو،

بابو منظور الٰہی قادیانی اپنی کتاب منظور الٰہی میں لکھتے ہیں۔ ۶ر جولائی ۱۸۹۹ء سے قبل جس دن ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداس پور حضرت مسیح موعود کے مکان کی تلاشی لینے قادیاں آئے اس دن کی صبح میر ناصر صاحب (مرزا جی کے خسر) نے کہیں سے سن لیا کہ آج وارنٹ گرفتاری معہ ہتھکڑی کے آئے گا۔ اس وحشناک خبر سے متاثر ہو کر میر ناصر صاحب نے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں اطلاع دی۔۔۔۔ آپ نے سر اُٹھا کر نہایت متانت سے مسکرا کر میر صاحب کو جواب دیا۔ کہ میر صاحب لوگ دنیا کی خوشی میں چاندی، سونے کے کنگن پہنا ہی کرتے ہیں۔ ہم سمجھ لیں گے کہ ہم نے اللہ کی راہ میں لوہے کے کنگن پہن لیے۔ پھر ذرا تامل کے بعد فرمایا! مگر ایسا نہ ہو گا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی اپنی گورنمنٹ کے مصالح ہوتے ہیں۔ وہ اپنے خلفاء اور مامورین کی ایسی رسوائی پسند نہیں کرتا۔ (منظور الٰہی صـ ۱۲۱ مطبوعہ قادیاں)

ازمؤلف:- کیا حضرت عیسٰی علیہ السلام مامورین میں سے نہ تھے کہ مرزا جی کے

نزدیک اِن کے واسطے اللہ تعالیٰ کی گورنمنٹ نے ایسی رُسوائی پسند کی کہ شاید
کسی دوسرے کو ایسی رُسوائی اور ذلّت نہ پہنچی ہو جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کو پہنچی
(اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ ذَالِکَ)

(خیالاتِ مرزاجی)	(قرآن و حدیث)
نہایت شرم کی بات یہ ہے۔ کہ آپ (یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام) نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے، یہودیوں کی کتاب طالمود سے چُرا کر لکھّا ہے۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے، کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی ہے، عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لیے کی ہو گی کہ کسی عُمدہ تعلیم کا نمونہ دکھا کر رسوخ حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بے جا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی	اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْکُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْکَ وَعَلٰی وَالِدَتِکَ اِذْ اَیَّدْتُّکَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا ۞ وَاِذْ عَلَّمْتُکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرٰاۃَ وَالْاِنْجِیْلَ ۚ جب کہیگا اللہ تعالےٰ اے عیسٰی مریم کے بیٹے یاد کر میرا احسان جو تجھ پر ہوا ہے۔ اور تیری ماں پر ---- اور جب سکھائی میں نے تجھکو کتاب اور نکتے کی باتیں اور توراۃ اور انجیل

اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عُمدہ نہیں۔ عقل اور کانشنش دونوں
اس تعلیم کے مُنہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی اُستاد تھا

جس سے آپ نے توراۃ کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا۔ اور یا اس اُستاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہرحال آپ علمی عملی قولی میں بہت ہی کچّے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے تھے۔ (روحانی خزائن جلد ۱۱، انجام آتھم صفحہ ۲۹۔ تصنیف جناب مرزا جی)

ازمؤلّف:۔ انبیاء علیہم السّلام علم ظاہری ہو یا باطنی اللہ تعالیٰ ہی سے حاصل کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ استاد واجب الاطاعت ہوتا ہے، اگر کوئی شخص نبی کا اُستاد ہو تو نبی پر واجب ہے کہ اس کی اطاعت کرے اور اپنے اُستاد کے سامنے دو زانو بیٹھے۔ لیکن یہ عقل اور کانشنس کی رو سے غلط اور نبی کی شان کے خلاف ہے۔

مرزا بشیر الدّین احمد اپنی کتاب ذکرِ الٰہی کے صفحہ ۱۸ پر لکھتے ہیں۔ کیا اُستاد اور شاگرد کا ایک مرتبہ ہو سکتا ہے۔ گو شاگرد علم کے لحاظ سے اُستاد کے برابر بھی ہو جاتے۔ تاہم اُستاد کے سامنے زانوئے ادب خم کر کے ہی بیٹھیگا (ذکرِ الٰہی ص ۱۸)

ظاہر ہے کہ

نبی متبوع ہوتا ہے، نہ تابع،۔ نبی مطاع ہوتا ہے نہ مطیع، نبی کے سامنے سب زانوئے ادب خم کر کے ہی بیٹھے ہیں۔ نہ کہ اسکے برعکس، وہ نبی ہی کیا جو اپنے اُمّتیوں میں کسی کی شاگردی کرتا پھرے اور پھر یہ کہ امتحان میں بھی فیل ہو جاتے۔ (ازمؤلّف)

مِرزا صَاحب کی تعلیمی کہانی انکی اپنی زبانی

بچپن کے زمانہ میں میری (یعنی مرزا غلام احمد) تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ میں جب چھ، سات سال کا ہوا تو ایک فارسی خواں مُعلّم میرے لیے نوکر رکھا گیا، جنہوں نے قرآن شریف، اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں ---- اور جب میری عُمر تقریبًا دس برس کے قریب ہوئی، تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیّت کے لیے مقرّر ہوئے۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار بزرگ آدمی تھے۔ وہ بہت توجّہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب سترہ برس کا ہوا، تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال سے پڑھنے کا اتّفاق ہوا اِن کا نام گُل علی شاہ تھا۔ اِن کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھکر قادیاں میں پڑھانے کے لئے مقرّر کیا تھا۔ ان آخر الذکر مولوی صاحب سے نحو، منطق اور حکمت وغیرہ عُلوم مروجہ ---- کو حاصل کیا۔

(روحانی خزائن جلد ۱۳ کتاب البریہ ص ۱۷۹/۱۶۱ تصنیف جناب مِرزا جی)

مِرزا البشیر احمد ایم اے (جو جناب مِرزا جی کے صاحبزادے ہیں) سیرۃ المھدی میں لکھتے ہیں۔ اِس زمانہ میں، یعنی جب مِرزا جی سیالکوٹ کی کچہری میں ملازم تھے مولوی الہٰی بخش صاحب کی سعی سے جو چیف محرر مدارس تھے کچہری کے مُلازم منشیوں کے لیے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کے وقت کچہری ملازم منشی انگریزی

پڑھا کریں۔ ڈاکٹر میر شاہ صاحب اُستاد مقرر ہوتے۔ مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی۔ اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل صفحہ ۱۵۵ روایت نمبر ۱۵۰۔ تصنیف جناب صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

ازمؤلف :۔ مرزا صاحب کے الہامات سے بھی بس اسی قدر لیاقت معلوم ہوتی ہے بطورِ نمونہ چند انگریزی الہام درج ذیل ہیں ملاحظہ فرماویں۔

1, We can What we will do. براہین احمدیہ صفحہ ۵۷۲/۴۸۱

2, Though all men should be angry god is wit you. He shall help you. Words of god not can exchange.

آخری فقرے کا ترجمہ یوں کیا ہے خدا کے کلام (Word) نہیں بدل سکتے۔

You have to go to Amritsar.

He hals in Peshawar. مکتوبات احمدیہ صفحہ ۶۸/۱۲۰

3, God is coming with His army. حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۶/۳۰۳

4, I shall give you a large party of Islam. براہین حاشیہ ۳ صفحہ ۶۶۴/۵۵۶

5, I am querlr. براہین ۲ در ۳ صفحہ ۵۶۳/۴۷۲

I am by Isa براہین صفحہ ۵۷۳/۴۸۲ He is with you to kill army. صفحہ ۵۶۹/۴۸۴

براہین ۳ صفحہ ۴۸۴ ۔ ہے کوئی فقرہ درست ان الہامات میں ؟

یہ خدا کا کلام ہے اور کس قدر مقام حیرت ہے۔ کہ خدا انگریزی نہیں جانتا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ پانچویں جماعت کے کسی بچے کی انگریزی ہے،

صاحبزادہ مرزا البشیر احمد صاحب ایم اے سیرت المہدی حصہ اوّل صد ۱۵۶ روایت نمبر ۱۵۰ میں فرماتے ہیں۔ آپ یعنی مرزا صاحب نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ بھی شروع کردیا، پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے

ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی فرماتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود یعنی مرزا جی کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے زیادہ تھا۔۔۔۔ اس زمانہ میں تمدّنی ترقی زیادہ ہوئی ہے۔۔۔۔ نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی استعداد کا پورا ظہور بوجہ تمدّن کے نقص کے نہ ہوا۔ (مضمون ڈاکٹر شاہ نواز خان قادیانی ریویو بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۲۹ء)

مرزا صاحب فرماتے ہیں اس جسم کا کرّہ ماہتاب (یعنی چاند) تک پہنچنا کسقدر لغو خیال ہے

(روحانی خزائن جلد ۳۔ ازالہ اوہام صد ۱۲۶/۴۷، تصنیف جناب مرزا صاحب)

(**ازمؤلّف**) مرزا جی کے فوت ہونے کے تقریبًا ساٹھ سال بعد امریکہ اور روس نے اس جسم کے ساتھ چاند پہ پہنچ کر مرزا جی کی تکذیب کردی، اور یہ ثابت کردیا کہ مرزا جی نے جو کہا ہے وہ لغو ہے۔ آپ گزشتہ سطروں میں پڑھ چکے ہیں کہ مرزائیوں کے نزدیک مرزا صاحب کا ذہنی ارتقاء حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بڑھا ہوا تھا، باوجود اس کے مرزا جی نے اس جسم کے ساتھ چاند پر پہنچنے کو لغو قرار دیا ہے۔ حالانکہ مرزا جی کے زمانہ میں ہزار فٹ کی بلندی پر ہوائی جہاز میں انسان پرواز کر چکا تھا۔ اور حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے (جنکا ذہنی ذہنی ارتقاء مرزائیوں کے نزدیک مرزا جی سے کم تھا۔ اور اس زمانہ میں ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز تو کجا، ایک فٹ کی بلندی کا پرواز کا خیال تک

کبھی کسی کو نہ آسکتا تھا) فرمایا! میں معراج کی رات چاند تو اپنی جگہ پر رہا، ساتوں آسمانوں سے کہیں آگے ہو کر آیا ہوں۔ جیسا کہ احادیثِ صحیحہ مشہورہ سے ثابت ہے۔ فَتَدَبَّرُوا يَآ اُولِی الْاَلْبَابِ

وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ	**ترجمہ**:۔ اور کرے گا اللہ تعالیٰ
بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ	عیسٰی علیہ السلام کو پیغمبر بنی اسرائیل
الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ	کی طرف۔ کہے گا عیسٰی علیہ السلام بیشک
فَيَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ	میں آیا ہوں تمہارے پاس نشانیاں لیکر
الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى	تمہارے رب کی طرف سے، کہ میں
بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا	بنا دیتا ہوں تم کو گارے سے پرندہ
تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ	کی شکل، پھر اس میں پھونک مارتا
لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ پ ۳	ہوں تو ہو جاتا ہے وہ اُڑتا ہوا جانور
اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ	اللہ کے حکم سے، اور اچھا کرتا ہوں
نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰي وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ	مادر زاد اندھے کو، اور کوڑھی کو،
بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا	اور جلاتا ہوں مردے اللہ کے حکم سے
وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ	اور بتا دیتا ہوں جو کھا کر آتے ہو،
وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ	اور جو رکھ کر آئے ہو گھر میں، اِسمیں
كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا	نشانی پوری ہے تمہارے لیے،
فَتَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ	اگر تم یقین رکھتے ہو۔ پ ۳ ع

وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی
بِاِذْنِیْ ۚ وَاِذْ کَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ
عَنْكَ اِذْ جِئْتَھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیْنَ
كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ پ

جب کہیگا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ مریم کے
بیٹے یاد کر میرا احسان، جو ہوا ہے
تجھ پر، اور تیری ماں پر، جب مدد کی
میں نے تیری روح پاک سے ---

جب تو بناتا تھا گارے سے جانور کی صورت میرے حکم سے پھر پھونک مارتا تھا اِسمیں تو ہو جاتا تھا اُڑنے والا میرے حکم سے اور اچھا کرتا تھا مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے اور جب نکال کھڑا کرتا تھا مُردوں کو میرے حکم سے، جب تو لیکر آیا اِن کے پاس نشانیاں تو کہنے لگے جو کافر تھے، اِن میں کچھ نہیں یہ مگر جادو ہے کھلا۔ پ ع

مرزا جی فرماتے ہیں !!!!!

اِس درماندہ اِنسان (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کی پیشگوئیاں کیا تھیں صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے۔ قحط پڑیں گے۔ لڑائیاں ہوں گی ----- کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں لڑائیاں کا سلسلہ شروع نہیں رہتا پس اس نادان اِسرائیلی نے اِن معمولی باتوں کا نام پیشگوئی کیوں رکھا۔ محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے۔ اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع صاحب نے فرمایا حرام کا اور بد کار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں۔ اِن کو کوئی معجزہ دِکھایا ہی نہیں جائے گا۔ دیکھو یسوع (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو کیسی سوجھی، اور کیسی پیش بندی کی اب کوئی حرام کار اور بد کار بنے تو اِس سے معجزہ مانگے۔

یہ وُہی بات ہوئی کہ کوئی شریر مکّار نے جس میں سراسر لیسُوع (عیسیٰ علیہ السّلام) ہی جیسا
کی رُوح تھی۔ لوگوں میں مشہور کیا کہ میں ایسا وِرد بتلا سکتا ہوں۔ جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خُدا نظر آجائیگا۔ بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اَب بھلا کون حرام کی اولاد بنے۔ اَور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وظیفی کو کہنا پڑا، ہاں صاحب نظر آگیا۔

سو لیسوع (عیسیٰ علیہ السّلام) کی بندلیشوں اَور تدبیروں پر قربان ہی جائیں۔ اَپنا پیچھا چُھڑانے کے لیے کیسا داؤ کھیلا، یہی آپ کا طریق تھا۔

(روحانی خزائن جلد ۱۱ر انجام آتھم در حاشیہ صـ ۲۸۹ ، تصنیف جناب مرزا جی)

عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزات لکھے ہیں۔ لیکن حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اَور اِس دن سے آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اَور ان کو حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اَور حرام کار کہا۔ اِسی دِن سے شریفوں نے آپ سے کِنارہ کیا۔ اَور نہ چاہا کہ آپ سے معجزہ مانگ کر حَرام کار اَور حَرام کی اولاد بنیں۔

(روحانی خزائن جلد ۱۱، انجام آتھم صـ ۲۹۰ ، در حاشیہ ، تصنیف جناب مرزا جی)

مُمکن ہے کہ آپ نے معمُولی تدبیر سے کِسی شب کور وغیرہ کو اَچھا کیا ہو، یا کِسی اَور ایسی بیماری کا عِلاج کیا ہو مگر آپ کی بد قِسمتی سے اِسی زمانہ میں ایک تالاب بھی تھا۔ جس سے بڑے بڑے نِشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہوسکتا ہے کہ اِس تالاب کی مٹی بھی آپ اِستعمال کرتے ہوں گے۔

اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے۔ اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہے تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔

(روحانی خزائن جلد ۱۱ انجام آتھم درحاشیہ صفحہ ۲۹۱ تصنیف جناب مرزاجی)

کچھ تعجب کی جگہ نہیں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق سے اطلاع دیدی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے سے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو۔ جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے۔ یا اگر پرواز تو نہیں کرتا۔ پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے والد یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے۔ اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔ پس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دکھانا عقل سے بعید بھی نہیں، کیونکہ حال کے زمانہ میں دیکھا جاتا ہے۔ اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں ہلتی بھی ہیں اور دُم بھی ہلاتی ہیں۔ اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعے پرواز بھی کرتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے

بہت ملتے ہیں - اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بکثرت ہیں - اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں ----- ماسوا اس کے یہ بھی قرینِ قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل الترب مسمریزم طریق سے بطور لہو و لہب نہ بطورِ حقیقت ظہور میں آسکیں - کیوں کہ عمل الترب میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں، ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری مشق، کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کر ان کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں ---- محی الدین ابن عربی صاحب کو بھی اس میں خاص درجہ کی مشق تھی - اولیآ اللہ اور اہلِ سلوک کی تواریخ اور سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں ---- اور اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے، کہ حضرت مسیح ابنِ مریم باذنِ الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے - مگر الیسع کے درجۂ کاملہ سے کم رہے ہوتے تھے کیوں کہ الیسع کی لاش نے وہ معجزہ دکھلایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مُردہ زندہ ہو گیا - بہر حال مسیح کی یہ تربی کاروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطورِ خاص مصلحت کے تھیں - مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں - اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو خدائے تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ابنِ مریم سے کم نہ رہتا ---------- واضح ہو کہ

اِس عمل جسمانی کا ایک نہائیت بُرا خاصہ یہ ہے کہ جو اپنے نتیں اِس مشغولی میں ڈال دے۔ اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لیے اپنی دلی اور دماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی ان رُوحانی تاثیروں میں جو رُوح پر اثر ڈال کر رُوحانی بیماریوں کو دُور کرتی ہیں بہت نکمّا اور ضعیف ہو جاتا ہے۔ اور امر تنویر باطن اور تزکیۂ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اِسکے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماریوں کو اِس عمل کے ذریعہ سے اچھّا کرتے رہے ہیں۔ مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کو کامل طور پہ دلوں میں قائم کرنے کے بارہ میں انکی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ ص ۲۵۴ تا ۲۵۸، تصنیف جناب مرزاجی)

وہ (مسیح علیہ السلام) ایک خاص قوم کے لیے آیا۔ اور افسوس کہ اس کی ذات سے دُنیا کو کوئی بھی رُوحانی فائدہ نہ پہنچ سکا۔ ایک ایسی نبوّت کا نمونہ چھوڑ گیا۔ جس کا ضرر اِس کے فائدے سے زیادہ ثابت ہُوا۔ اُس کے آنے سے ابتلاء اور فتنہ بڑھ گیا۔

(روحانی خزائن جلد ۸ اتمام الحجہ ص ۳۰۸/۲۸ ۔ لاہوری ص ۳۲ تصنیف جناب مرزاجی)

مرزائیوں سے چند سوال؟

۱۔ کیا حضرت مسیح علیہ السّلام کی ذاتِ اقدس سے دُنیا کو کوئی رُوحانی فائدہ نہیں پہنچا؟

۲۔ کیا حضرت مسیح علیہ السّلام کی نبوّت سے نقصان زیادہ اور فائدہ کم ہُوا؟

۳ نقل کفر کفر نہ باشد۔ کیا اللہ تعالیٰ کو نبوت کے لیے کوئی موزوں شخص نہ مل سکا جو ایسی ہستی کو نبی بنا دیا کہ جسکی نبوت نے نقصان زیادہ کیا اور نفع کم کر دیا۔

(ابھی ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا..... آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا)

تم کہتے ہو کہ مسیح عالم الغیب نہیں مگر یہ مانتے ہو کہ وہ تمہارے کھانے پینے کی چیزوں اور تمہارے گھروں کے ذخیروں کی اطلاع دے دیتا تھا۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ مسلمان کہلا کر ایک خدا کو تمام صفاتِ کاملہ سے موصوف مان کر پھر اس کی صفات ایک عاجز انسان کو دو، کچھ خدا کا خوف بھی کرو۔ (بیان جناب مرزا جی، مندرجہ ملفوظات مسیح موعود)

(مطبوعہ ربوہ ص ۴۳۲، جلد اوّل)

از مؤلف:۔ ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام عالم الغیب نہیں تھے۔ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ پ ۲۰

ترجمہ:۔ فرما دیجئے (اے محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہیں جانتا کوئی بیچ آسمانوں کے اور زمین کے غیب کو سوائے اللہ کے پ ۲۰ ع۔ رہا یہ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کھانے پینے کی چیزوں اور گھروں کے ذخیروں کی اطلاع دے دیتے تھے۔ یہ ہمارا اپنا ذاتی خیال نہیں، بلکہ ہمارے اس عقیدے کی بنیاد قرآن شریف پر ہے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں!! وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ پ ۳ ع

ترجمہ :- (حضرت عیسٰی علیہ السّلام نے قوم کے سامنے یہ دعویٰ کیا کہ) خبر دیتا ہوں، تم کو ساتھ اس چیز کے کہ کھاتے ہو تم، اور جو کچھ ذخیرہ کرتے ہو تم اپنے گھروں میں، اسمیں البتہ نشانی ہے واسطے تمہارے اگر ہو ماننے والے۔ ظاہر ہے کہ اس سے حضرت عیسٰی علیہ السّلام کا عالم الغیب ہونا ثابت نہیں ہوتا۔۔ ہاں مطلع علی الغیب (اور وہ بھی بعض خبروں پر نہ کہ تمام پر) کہہ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں !!! مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ پ۴

ترجمہ :- نہیں اللہ تعالیٰ کہ اطلاع دے غیب کی باتوں پر تم سب کو۔ ہاں چن لیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں میں سے جسے چاہے۔ تو اس پر کسی کو کیا اعتراض ہے اور اس سے کونسا شرک لازم آتا ہے ۔۔۔ کیا اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ صلوٰۃ والسّلام سے حضرت نوح علیہ السّلام کا قصّہ بیان کرکے نہیں فرمایا! تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا

ترجمہ :- یہ واقعہ غیب کی خبروں میں سے ہے جسے وحی کے ذریعے ہم نے آپ کو بتلادیا۔ ہمارے بتلانے سے پہلے نہ آپ جانتے تھے نہ آپ کی قوم ؛

اب نہ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو عالم غیب کہا جا سکتا ہے اور نہ ہی حضرت نوح علیہ السّلام کے واقعہ کی نفی کی جا سکتی ہے۔ کیوں کہ واقعہ قرآن شریف میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں صاف طور پر فرمایا!

کہ میرے بتلانے سے پہلے نہ آپ اس واقعہ سے باخبر تھے نہ آپ کی قوم، اب ظاہر ہے کہ قوم کو کب خبر ہوئی، جب حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے

اطلاع دی۔ اور حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے قوم کو کب خبر دی، جب اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مطلع فرمایا۔

علیٰ ھٰذا، جس طرح اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم قوم کو مطلع فرما دیا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر قوم کو بتلا دیا کرتے تھے۔ کہ تم آج کیا کھا کر آتے ہو۔ اور کیا گھر میں رکھ کر آتے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔

دُوسری طرف سے:۔ مرزاجی فرماتے ہیں، ایک دفعہ ایک شخص بہاؤ الدین ۔۔۔۔۔ نے پچاس رُوپے میرے پاس بھیجے۔ اور قبل اس کے رُوپیہ کی روانگی سے مجھے اطلاع ہو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے مجھے اطلاع دی کہ پچاس رُوپے آنے والے ہیں۔ میں نے اس غیب محض سے بہت سے لوگوں کو قبل از وقت بتلا دیا کہ عنقریب یہ رُوپیہ آنے والا ہے۔

(رُوحانی خزائن جلد نمبر ۱۵، تریاق القلوب صہ ۲۵۵/۵۷ تصنیف جناب مرزاجی،)

پھر اسی کتاب تریاق القلوب میں فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ مجھے یہ الہام ہُوا کہ عبدُاللہ خاں ڈیرہ اسماعیل خاں، چنانچہ چند ہندو، اتفاقاً اس وقت موجود تھے۔ جن میں ایک لالہ شرمپت کھتری، اور لالہ ملاوامل کھتری بھی ہے۔۔ ان کو یہ الہام سُنا دیا گیا۔ اور صاف طور پہ کہدیا گیا کہ اس الہام سے مطلب یہ ہے کہ آج عبدُاللہ خاں نامی ایک شخص کا ہمارے نام کچھ رُوپیہ آئے گا۔ اور خط بھی آئے گا۔ چنانچہ ان میں سے

ایک ہندو ۔۔۔۔ اس بات کے لیے مُستعد ہوا کہ میں بذاتِ خود آزماؤں ۔۔۔۔
سو وہ ہندو ڈاکخانہ میں گیا، اور آپ ہی پوسٹ ماسٹر سے دریافت کر کے
یہ خبر لایا کہ عبداللہ خاں نامی شخص کا اس ڈاک میں خط آیا ہے، اور کچھ روپیہ
آیا ہے ۔۔۔۔ وہ ہندو ۔۔۔ نہایت تعجب اور حیرت میں پڑا کہ یہ غیب کی بات کیونکر معلوم کی گئی۔

(روحانی خزائن جلد ۱۵ تریاق القلوب ص ۲۲۹/۴۷ تصنیف جناب مرزا جی)

پھر اسی کتاب میں فرماتے ہیں کہ اس قسم کے نشان دو ہزار یا اس سے بھی زیادہ ہیں
۲۰۰۰

(روحانی خزائن جلد ۱۵، تریاق القلوب ص ۲۰۰/۳۵ تصنیف مرزا جی)

ازمؤلف:۔ تم کہتے ہو کہ مرزا غلام احمد صاحب عالم الغیب نہیں،
مگر یہ مانتے ہو کہ وہ قبل از وقوع واقعات کی اطلاع دے دیا کرتا تھا،
مثلاً تم کہتے ہو منی آرڈروں کے پہنچنے اور اطلاع ملنے سے پہلے مرزا جی
بتا دیا کرتے تھے کہ کتنے روپے کس شخص کی طرف سے میرے نام کے آنے والے ہیں
اور تم یہ بھی مانتے ہو کہ طاعون پھیلنے سے بیس برس پہلے مرزا جی نے طاعون کی خبر دی تھی
اور تم یہ بھی مانتے ہو کہ جو زلزلہ **۴ اپریل ۱۹۰۵ء** کو آیا تھا۔ اس
زلزلہ کی خبر مرزا جی نے پچیس (۲۵) برس پہلے سے دی رکھی تھی۔
مرزائی دوستو! کیا یہ ساری غیب کی خبریں نہیں، جن کے قبل از وقت
معلوم ہو جانے کا مرزا جی کو دعویٰ تھا اور تمہارا مرزا جی کے ہر دعوے پر ایمان ہے۔
بڑے شرم کی بات ہے کہ ایک خدا کو تمام صفات سے موصوف مانکر
پھر اس کی صفات ایک عاجز انسان کو دو کچھ تو خدا کا خوف بھی کرو۔

علاوہ ازیں اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ○

ترجمہ :۔ اس کا حکم یہی ہے کہ جب کرنا چاہے کسی چیز کو تو، کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے، سورۃ یسین رکوع ۵

فائدہ :۔ کُنْ فَیَکُوْنُ سے سب اشیا کو عدم سے جانب ہستی لانا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ مگر مرزا صاحب فرماتے ہیں، یہ صفت اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی عطا فرمائی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا!

اِنَّمَآ اَمْرُكَ اِذَآ اَرَدْتَ شَیْئًا اَنْ تَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔

ترجمہ :۔ (اے مرزا) تیرا حکم یہی ہے کہ جب چاہے کسی چیز کو تو۔ تو کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے

(روحانی خزائن جلد ۲۲ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۵۲۱/۸۵ تصنیف جناب مرزا جی صاحب)

ردّر گوپال (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنیوالا) یہ نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۲۲ تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۵۲۱/۸۵ تصنیف جناب مرزا صاحب)

اَعْطِیْتُ صِفَۃَ الْاِفْنَآءِ وَالْاِحْیَآءِ ۔ اور مجھکو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۶ خطبۃ الہامیہ صفحہ ۵۵ تصنیف جناب مرزا صاحب،)

خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا ---- اور اس حالت میں، میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نئی زمین اور نیا آسمان چاہتے ہیں، سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو ---- پیدا کیا ---- اور میں دیکھتا ہوں کہ اس خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمانِ دُنیا کو پیدا کیا۔ اور کہا! اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ، ہم نے زینت بخشی دُنیاوی آسمان کو ستاروں کی جگمگاہٹ سے پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی ---- سے پیدا کریں۔ (روحانی خزائن جلد ۱۳)

(کتاب البریہ ص ۱۰۴/۸۶ تا ص ۱۰۵/۸۷، تصنیف جناب مرزا صاحب)

دانی ایل نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائل رکھا ہے ۔۔۔۔ اور معنی میکائل کے ہیں خدا کی مانند۔ (روحانی خزائن جلد ۱۷ ص ۴۱۳/۲۶ تصنیف جناب مرزا صاحب)

مرزا صاحب فرماتے ہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا! وَاَنْتَ مِنْ مَّآءِ نَا

ترجمہ:۔ اے مرزا تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے۔

(روحانی خزائن جلد اربعین ۲ ص ۳۸۵ تصنیف جناب مرزا صاحب)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے مرزا تو مجھ سے بمنزلہ میری اولاد کے ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص ۸۹/۸۶ تصنیف جناب مرزا جی)

مرزا جی فرماتے ہیں، میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہو بہو اللہ ہوں، پھر میں نے یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴)

مرزائی دوستو:۔ یہ ماننا کہ اللہ سے اطلاع پا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قوم کو بتا دیا کرتے تھے کہ آج تم کیا کھا کر آئے ہو اور کیا گھروں میں رکھ کر آئے ہو۔ یہ تو تمہارے نزدیک شرک ہے کیونکہ ہم بقول مرزا جی، اللہ تعالیٰ کی صفت ایک عاجز انسان میں مانتے ہیں۔ لیکن کیا مذکورہ بالا تمام صفات کا مرزا جی میں ماننا تمہارے نزدیک شاید عین توحید ہوگی۔

ع الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

مرزا جی کا کہنا ہے کہ! اس درماندہ انسان (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کی پیش گوئیاں کیا تھیں، صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے، قحط پڑیں گے۔

لڑائیاں ہوں گی ۔۔۔۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے، کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے، کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔

(روحانی خزائن جلد ۱۱ انجام آتھم صفحہ ۲۸۹، تصنیف جناب مرزا جی)

کیا بھی کچھ پیش گوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے، میری پڑے گی۔

(روحانی خزائن جلد ۴ ازالہ اوہام، تصنیف جناب مرزا جی)

ازمؤلف:۔ یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام پر افتراء ہے، اُنہوں نے کبھی زلزلے قحط اور لڑائیوں وغیرہ کی پیش گوئیاں نہیں کیں، قرآن شریف کو شروع سے آخر تک بار بار پڑھیں، اِن پیش گوئیوں کا آپ کو وہاں نام تک بھی نہیں ملے گا۔ جن پیش گوئیوں اور معجزات کا حضرت عیسٰی علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا تھا، ان کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کے تیسرے اور ساتویں پارے میں فرمایا ہے۔ میں بھی اسی رسالہ کے صـــ پر لکھ چکا ہوں۔ مَنْ شَآءَ فَلْيُرَاجِعْ ـــــ

اور بالفرض اگر مان بھی لیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے زلزلے، قحط، لڑائیوں کی پیش گوئیاں کی تھیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو اعتراض مرزا جی نے، حضرت عیسٰی علیہ السلام پر کیا ہے وہی اعتراض مرزا جی پہ بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ اس قسم کی پیش گوئیاں مرزا صاحب نے بھی کی ہیں۔ مثلاً زلزلوں وغیرہ، کی پیش گوئیاں کے متعلق مرزا جی فرماتے ہیں۔

آج رات تین بجے کے قریب خدا تعالیٰ کی پاک وحی مجھ پہ نازل ہوئی، جو ذیل میں لکھی جاتی ہے۔ تازہ نشان، تازہ نشان کا دھکا زَلْزَلَةُ السَّاعَة

---۔ یعنی خدا تازہ نشان دکھلائیگا۔ مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکّا لگے گا۔ وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مُراد زلزلہ ہے یا کوئی شدید آفت ہے جو دُنیا پر آئیگی ---۔ اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب پیش آئیگا۔ اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ وہ چند دِن یا چند ہفتوں تک ظاہر ہوگا یا خدا تعالیٰ اسکو چند مہینوں یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائیگا۔ (اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی ۸ر اپریل ۱۹۰۵)

(مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۱۰ صفحہ ۷۹ تالیف قاسم علی قادیانی)

۹ر اپریل ۱۹۰۵ر کو پھر خُدا تعالیٰ نے مجھے ایک سخت زلزلہ کی خبر دی ہے، جو نمونۂ قیامت اور ہوش رُبا ہوگا۔ یہ عظیم الشّان حادثہ جو محشر کے حادثہ کو یاد دِلا دے گا، دُور نہیں ہے۔ مجھے خُدا نے عزّوجل نے یہ بھی فرمایا ہے، کہ یہ دونوں زلزلے تیری سچائی ظاہر کرنے کیلئے دو نشان ہیں۔ (بحوالہ مذکورہ صفحہ ۸۳)

اے عزیزو آپ لوگوں نے اِس زلزلہ کو دیکھ لیا ہوگا۔ جو ۲۸ر فروری ۱۹۰۶ر کی رات کو ایک بجے کے بعد آیا تھا۔ یہ وہی زلزلہ تھا، جس کی نِسبت خُدا تعالےٰ نے اپنی وحی میں فرمایا تھا۔ (بحوالہ مذکورہ صفحہ ۱۰۶)

۱۹۰۷ر کو الہام ہوا۔ ریاست کابل میں قریب پچاس ہزار کے آدمی مرینگے۔

(تذکرہ صفحہ ۷۰۵ مطبوعہ الشرکۃ الاسلامیۃ لمیٹڈ، ربوہ)

عِلاوہ ازیں جناب مرزا صاحب کو الہام ہوا کہ زلزلہ آنے والا ہے ---

مجھے اَب تک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اِس زلزلہ سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مُراد ہے یا کوئی اور شدید آفت --- بہرحال اِس سے خوف کرنا لازِم

اور احتیاط کرنا ضروری سمجھ کر میں اب تک خیموں میں باہر جنگل میں گذارہ کرتا ہوں۔

(مرزا صاحب کا اشتہار، مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دھم ص)

اس زلزلہ کا مرزا صاحب کو آخر تک انتظار رہا۔ نہ آیا اور مرزا صاحب فوت ہو گئے۔

۱۹۱۴ء میں یورپ کی جنگ عظیم چھڑی تو مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادے ؛ بشیر الدین محمود احمد خلیفہ قادیان، ارشاد فرماتے ہیں - اس پیشگوئی میں لفظ زلزلے کا ہے۔ لیکن اس سے مراد جنگ عظیم تھی۔

(دعوۃ الامیر ص ۲۳۱، تصنیف جناب مرزا البشیر الدین محمود احمد)

جنگ خود ایک لڑائی ہے - جنگ کے تاثرات ۱۔ قحط ۲۔ لوگوں کا مرنا

مذکورہ بالا حوالوں سے ثابت ہو گیا کہ جناب مرزا صاحب نے زلزلے، قحط، لڑائی اور مری پڑنے کی وغیرہ کی پیش گوئیاں فرمائی ہیں۔ اور ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں، اس درماندہ انسان (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کی پیش گوئیاں کیا تھیں صرف یہی زلزلے آئیں گے، قحط پڑیں گے، لڑائیاں ہوں گی۔ کیا یہ بھی کچھ پیش گوئیاں ہیں زلزلے آئیں گے مری پڑے گی۔

مرزا جی کی پیش گوئیوں پر ایک دفعہ میرا کسی پادری سے تبادلہ خیال ہوا وہ مرزا جی کی زلزلے والی پیش گوئی کا ذکر کر کے کہنے لگا۔ مرزا جی نے زلزلے کی پیش گوئی کر کے فرمایا! مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے۔ جو دنیا پر آئے گی۔ ـــــ اور مجھے علم نہیں دیا گیا۔ کہ ایسا حادثہ کب آئیگا۔ اور مجھے علم نہیں کہ وہ چند دن یا چند ہفتوں تک ظاہر ہوگا۔

یا خدا تعالیٰ اس کو چند مہینوں یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائے۔ بہرحال وہ حادثہ زلزلہ ہو یا کچھ اور ہو قریب ہو یا دور ہو، پہلے سے بہت خطرناک ہے سخت خطرناک ہے۔

(تبلیغ رسالت جلد ۱۰ ص ۷۹ اشتہار جناب مرزا جی ۸ اپریل ۱۹۰۵)

ہم جانتے ہیں کہ جناب مرزا جی تاریخ اور وقت کے تعین کے ساتھ اگر زلزلہ کی کیفیت بھی واضح کر دیتے۔ اسی طرح ایک دفعہ فرمانے لگے۔ میں نے ایک کشف میں دیکھا ہے کہ اگلے سال بعض احباب دنیا میں نہ ہوں گے گو میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کشف کے مصداق کون کون احباب ہیں۔ (بیان مرزا جی مندرجہ

(ملفوظات مسیح موعود جلد اوّل، ص ۵۰/۵۱)

یہاں بھی چاہیئے تھے کہ مرزا جی اوّل تو نام ہی بتا دیتے یا کاغذ کے ٹکڑے پہ نام لکھ کر اپنے کسی مرید کو دیدیتے اور تاکید فرماتے کہ کاغذ کھولنا نہیں، جب اگلے سال کشف کے مصداق احباب دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو کاغذ کھول کر دیکھنا انہیں کے نام درج ہوں گے۔ جو احباب فوت ہو چکے ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ سینکڑوں کی تعداد میں سال بھر میں کوئی نہ کوئی آخر فوت ہو ہی جائے گا۔ تو جب کوئی فوت ہو جائے گا اس کا یہ مطلب ہو گا۔ کہ جناب مرزا جی کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔

علیٰ ھٰذا زلزلے کے متعلق جب مرزا جی نے نہ زلزلہ کی کیفیت واضح کی اور نہ ہی وقت تاریخ اور نہ سنہ کا یقین بتلایا۔ بلکہ صاف کہا مجھے علم نہیں کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی شدید آفت اور مجھے علم نہیں،

چند دِن یا چند ہفتوں یا چند مہینوں، چند سال کے بعد ظاہر فرماتے گا۔
یہ ایک حقیقت ہے کہ دُنیا آفتوں کا گھر ہے۔ اور آئے دِن حادثات رونما ہوتے رہتے ہیں تو کیا اِس قدر مبہم اور غیر معین اور عرصہ میں کوئی حادثہ نہ ہوگا۔ ضرور ہوگا۔ تو کیا اِسکا بھی یہی مطلب ہوگا کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔
اصل حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب کی پیش گوئیوں کو معلوم کرنیکے بعد مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ مرزا صاحب پیشگوئی کو گڈ مڈ کرنا کرنا چاہتے ہیں کہ کوئی شخص صحیح نتیجے پر نہ پہنچ ہی نہ سکے۔ اپنے دور اور اپنے مُریدین کیلئے یہ سہولت پیدا کرنے چاہتے ہیں کہ ربڑ کے تسموں کی طرح پیش گوئیوں کو جدھر چاہیں کھینچ کر اپنا مطلب نکال لیں۔
پادری صاحب کہنے لگا جناب مرزا صاحب انجام آتھم کے صفحہ ۲۸۸ پر فرماتے ہیں۔ اِس درماندہ انسان (عیسیٰ علیہ السلام) کی پیش گوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے، قحط پڑیں گے، لڑائیاں ہوں گی، پس ان دِلوں پر خدا کی لعنت ہو جنہوں نے ایسی ایسی پیشگوئیاں اسکی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں
تو یہی زلزلے وغیرہ کی پیش گوئیاں جناب مرزا صاحب نے بھی کی ہیں۔ اور انہیں پیش گوئیوں کی بُنیاد پر مرزائی حضرات مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ تو ہمیں بھی حق ہے کہ یہ کہیں خدا کی لعنت اِن دِلوں پر جنہوں نے ایسی ایسی پیش گوئیاں مرزا صاحب کی نبوّت پر دلیل ٹھہرائیں۔۔۔
مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ پس اِس نادان اسرائیلی نے اِن

معمولی باتوں کا پیشن گوئی میں کیوں نام رکھا۔ محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع (عیسٰی علیہ السلام) فرماتے ہیں۔ کہ حرام کار اور بدکار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں۔ ان کو کوئی معجزہ دکھایا نہیں جائیگا دیکھو یسوع صاحب کو کیسی سوجھی، اور کیسی پیش بندی کی، اب کوئی حرام کار اور بدکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی، کہ جیسا کہ ایک شریر مکّار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی۔ لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایک ایسا ورد بتلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات خدا نظر آجائے گا بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔

اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وظیفی کو کہنا پڑا کہ ہاں صاحب خدا نظر آگیا۔ سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں۔ اپنا پیچھا چھڑانے کیلئے کیسا داؤ کھیلا، یہی آپ کا طریق تھا۔

(روحانی خزائن جلد ۱۱، انجام آتھم صفحہ ۲۸۸ تصنیف جناب مرزا جی)

از مؤلف :- یہ بھی حضرت عیسٰی علیہ السلام پر افتراء ہے انہوں نے کبھی معجزہ مانگنے والوں کو نہ گالیاں دی ہیں۔ نہ کبھی معجزہ دکھانے سے انکار کیا ہے۔ بلکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جب حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اللہ تعالٰی نے مبعوث فرمایا تو آپ نے قوم کو ان الفاظ سے مخاطب کیا۔

اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ   ترجمہ:- بیشک میں آیا ہوں تمہارے

أَنِّىٓ أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًۢا بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۖ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۖ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِى بُيُوتِكُمْ ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝

پاس نشانیاں لے کر تمہارے رب کی طرف سے کہ میں بنا دیتا ہوں تم کو گارے سے پرندہ کی شکل، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو ہو جاتا ہے وہ اُڑتا ہوا جانور اللہ کے حکم سے اور اچھا کرتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو، اور زندہ کرتا ہوں مُردے اللہ کے حکم سے، اور بتا دیتا ہوں جو کچھ کھا کر آتے ہو اور جو کچھ رکھ کر آتے ہو گھر میں، بیشک اسمیں نشانی پوری ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو،

مذکورہ بالا آیت نے فیصلہ فرما دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ببانگِ دہل قوم سے فرمایا! کہ میں اِن معجزات کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس مبعوث ہوا ہوں معجزات کا مشاہدہ کرنا ہو تو میرے پاس تشریف لاؤ نہ یہ کہ معجزہ دکھانے سے انکار کیا اور معجزہ مانگنے والوں کو گالیاں دیں ------

مرزا جی فرماتے ہیں:۔ عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا، اور جس دن سے آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور اِن کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا، اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرام کار اور حرام کی اولاد بنیں۔

(انجام آتھم ص ۲۹۰، تصنیف مرزا جی ،)

اَز مؤلّف :- عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات بہت لکھیں یا تھوڑے اور مرزا صاحب بیشک اِنکا ایک معجزہ بھی تسلیم نہ کریں مگر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ھیں۔ میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو معجزات عطاء فرمائے تھے، چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مخاطب ھیں۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـــَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ؀ پ

ترجمہ :- جب کہیگا اللہ تعالیٰ۔ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کر میرا احسان جو ہوا ہے تجھ پر اور تیری ماں پر۔ جب مدد کی میں نے تیری روح پاک سے۔ تو کلام کرتا تھا لوگوں سے گود میں اور بڑی عمر میں۔ اور جب سکھائی میں نے تجھکو کتاب اور پکنے کی باتیں اور توریت اور انجیل۔ اور جب تو بناتا تھا گارے سے جانور کی صورت میرے حکم سے، پھر پھونک مارتا تھا اس میں تو ہو جاتا تھا اڑنے والا میرے حکم سے، اور اچھا کرتا تھا مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے، اور جب نکال کھڑا کرتا تھا مردوں کو میرے حکم سے اور جب روکا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے (گرفتار کرنے سے) تجھکو جب تو لیکر انکے پاس معجزات۔ تو کہنے لگے جو کافر تھے ان میں نہیں یہ (معجزات) مگر جادو کھلا۔

مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معجزات عطاء فرماتے تھے، لیکن کافروں نے یہ کہہ کر کہ یہ جادو ہے، معجزات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مرزاجی فرماتے ہیں:۔

مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے پہلے مظہر عجائبات بنا ہوا تھا جسمیں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم مفلوج مبروص وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے۔

(روحانی خزائن جلد ۳، ازالہ اوہام ص۔ تصنیف جناب مرزاجی)

کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق کو دور نہیں کرتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس سے زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیش گوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہ نکل سکیں۔ (بحوالہ مذکور)

مرزاجی کا کہنا ہے ممکن ہے کہ آپ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو، یا کسی ایسی بیماری کا علاج کیا ہو مگر آپ کی بد قسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا۔ جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپکے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے۔ اور اسی تالاب نے ظاہر کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ ظاہر بھی ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا

معجزہ ہے ۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکروفریب کے اور کچھ نہیں تھا۔
(انجام آتھم ص۲۹۱ تصنیف جناب مرزا صاحب روحانی خزائن جلد ۱۱)

از مؤلف: اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور رسول کو فریبی اور مکّار کہنا اور پھر یہ کہ جس کے معجزات کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہو اور جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماویں، کہ میں نے اُسے آیٰت اور بینٰت کیساتھ مبعوث کیا۔ اِس کے معجزات کا تو انکار کیا جاتے، اور پانی کے تالاب یعنی جوہڑ، جس میں کُتّے موتیں اور بھینسیں گوبر کریں۔ اِس کے معجزات کو مانا جاوے۔ ایسی اُلٹی سمجھ بھی اللہ تعالیٰ کسی کو نہ دے ۔ آمین ثمّ آمین

مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ !!!

کچھ تعجّب کی جگہ نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹّی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو، جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں کرتا تو پیروں سے چلتا ہو۔ کیوں کہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس ۲۲ برس کی مُدّت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے، جس میں کلوں کی ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے ۔۔۔۔۔ بس اِس سے کچھ تعجّب نہیں کرنا چاہیئے، کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اسوقت کے مخالفین کو

یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو، اور ایسا معجزہ دکھانا عقل سے بعید بھی نہیں۔ کیوں کہ حال کے زمانہ میں دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صنّاع ایسی ایسی چڑیاں بنالیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں، ہلتی بھی ہیں، دُم بھی ہلاتی ہیں، اور میں نے سُنا ہے، کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ پرواز بھی کرتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت ملتے ہیں اور یورپ اور امریکہ کے مُلکوں میں بکثرت ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں، ماسوا اِس کے یہ بھی قرینِ قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل التّرب یعنی مسمریزی طریق سے بطور لہو و لعب نہ بطورِ حقیقت ظہور میں آسکیں، کیوں کہ عمل التّرب میں جس کو زمانۂ حال میں مسمریزم کہتے ہیں۔ ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پُوری پُوری مشق کرنیوالے اپنی رُوح کی گرمی دُوسری چیزوں پر ڈال کر ان کو زندہ کرنے کے موافق کر دکھاتے ہیں۔ ------

محی الدّین ابن عربی کو بھی اِس میں خاص درجہ کی مشق تھی۔ اولیاء اللہ اور اہلِ سُلوک کی تواریخ اور سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے، کہ کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں۔ ---------- اور یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت ابنِ مریم باذن حکمِ الٰہی، الیسع نبی کی طرح اِس عمل التّرب میں کمال رکھتے تھے۔ گو الیسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوتے تھے ------ بہر حال مسیح کی یہ تربّی کاروائیاں زمانہ کے مُناسب حال بطورِ خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام النّاس اِس کو خیال کرتے ہیں

اگر یہ عاجز اِس عمل کو مکروہ اور قابلِ نفرت نہ سمجھتا تو خدائے تعالیٰ کے فضل و توفیق سے اُمید قوی رکھتا تھا کہ اعجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابنِ مریم سے کم نہ رہتا۔۔۔۔

(روحانی خزائن جلد ۳، ازالہ اوہام، ص ۲۵۴/۳۰۱ تا ص ۲۵۸/۳۱۲)

ازمؤلّف:۔ جب کوئی انسان ایک سچ چھپاتا ہے تو اُسے دس جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ مرزا جی نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار کیا تو کافی ہیر پھیر سے کام لیا۔ کبھی تو فرمایا! حق بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور کبھی فرمایا! بہت بڑے کاریگر اور صنّاع تھے۔ لہٰذا کلوں کے ذریعے اِن کی بنائی ہوئی مٹی کی چڑیاں پرواز کرتی تھیں۔ اور کبھی کہا کہ آپ کے معجزات عمل الترب یعنی مسمریزی طریق سے بطورِ لہو ولعب نہ بطورِ حقیقت کے تھے۔

اِس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جو کچھ بھی ظہور میں آیا، وہ بایں وجہ نہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے آیات و بیّنات عطا فرما کر مبعوث کیا بلکہ (نعوذ باللہ) آپ ایک ماہرِ فن مداری اور بہت بڑے تماشہ نما تھے۔

جسمانی امراض مثلاً مادرزاد اندھے اور کوڑھی وغیرہ کو چنگا اور درست کرنے والے معجزہ کے متعلّق کبھی کہا جس تالاب سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے خیال ہے کہ آپ اِس تالاب کی مٹی استعمال کرتے تھے اور کبھی کہا یہ، اور مُردوں کا زندہ کرنا وغیرہ یہ سب کچھ عمل الترب، یعنی مسمریزم کے طریق سے تھا۔ اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ عمل یعنی مسمریزم

ایسا قدر کے لائق نہیں۔ اولیاء اللہ اور اہلِ سلوک اور کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں۔ اور میں بھی اگر مکروہ نہ سمجھتا تو کافی حد تک مشق کر لیتا۔ تو کیا حضرت عیسٰی اور الیسع علیہما السلام کاملین میں سے نہ تھے۔ کہ ان کے متعلق مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت ابن مریم باذنِ حکمِ الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے گو الیسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے۔ کیونکہ الیسع کی لاش نے بھی وہ معجزہ دکھلایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مُردہ زندہ ہو گیا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ عمل بُرا ہے اور مرزا صاحب اسے مکروہ جانتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ، اور اہلِ سلوک کاملین حضرات ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں تو حضرت عیسٰی اور حضرت الیسع علیہما السلام جو کہ انبیاء علیہم السلام میں سے ہیں۔ وہ بکلی طور ایسے عملوں سے دور رہتے ان کے متعلق کیوں مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ عمل الترب یعنی مسمریزم میں کمال رکھتے تھے۔ کیا یہ ان پر افتراء نہیں تو اور کیا ہے (اعاذنا اللہ من ذالک)

پھر ستم یہ کہ جب یہ عمل لائق قدر نہیں اور مکروہ ہے تو اللہ تعالیٰ کو کونسی مجبوری پیش آگئی تھی کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اس کے سیکھنے کے واسطے حکم فرمایا۔ اور جو کام اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام سے اس ناقابلِ قدر اور مکروہ عمل کے ذریعہ لیا ہے وہ کسی لائق قابلِ قدر اور پاک عمل کے ذریعہ نہیں لیا جا سکتا تھا۔ پھر ستم بالائے ستم یہ کہ مرزا جی فرماتے ہیں۔!!

واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک بڑا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لیے اپنی دلی و دماغی طاقت کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی ان روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں۔ بہت نکما اور ضعیف ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ سے بہت کم ظہور پذیر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گو مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعے سے اچھا کرتے رہے۔ مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کو کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں انکی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔

(روحانی خزائن جلد ۳ ر ازالہ اوہام صـ تصنیف مرزاجی)

ایک دفعہ حضرت عیسیٰ زمین پر آئے تھے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ کئی کروڑ مشرک دنیا میں ہو گئے۔ دوبارہ آکر وہ کیا بنائیں گے (ضرورت ہی کیا ہے اللہ تعالیٰ کو انکے دوبارہ بھیجنے کی) ایک دفعہ تو غلطی ہو گئی۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

(اخبار بدر مورخہ ۹ مئی ۱۹۰۷ ر صـ۵)

ازمؤلف:۔ مرزا صاحب کا مذکورہ بالا قول اگر صحیح ہے تو پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیوں مبعوث فرمایا۔ کیا اللہ تعالیٰ کو اس کا علم نہیں تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام عبث اور غیر ضروری دھندوں میں پڑ کر اصل مقصد کو فوت کر دیں گے۔ یعنی امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا

جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہو گا۔ رشد و ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کو کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارہ میں ناکام رہیں گے۔ علم ماکان یکون اللہ تعالیٰ کی صفاتِ لازمہ میں سے ہے وہ خدا ہی کیا جسے یہ پتہ بھی نہیں تھا کہ میں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس لیے بھیج رہا ہوں کہ وہ ہدایت رشد و توحید اور دینی استقامتوں کو دلوں میں کامل طور پر قائم کرے۔ مگر وہ ناکام ہونگے۔

اور اگر کہو کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا تو پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ایسے نااہل کو کیوں مبعوث فرمایا۔ دونوں صورتوں میں نعوذ باللہ اللہ پر الزام آتا ہے۔ مرزائی دوستوں کے پاس کیا جواب ہے۔ یا پھر یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رشد و ہدایت توحید اور دینی استقامتوں کو دلوں میں قائم کرنے کے لیے نہیں مبعوث فرمایا تھا۔ بلکہ جسمانی امراض کے رفع دفع اور علاج کے واسطے ایم بی بی ایس ڈاکٹر مقرر ہو کر آئے تھے۔

(٭ اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ پ۱۷

ترجمہ:۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے ہم نے جتنے رسول بھیجے ہیں سب کو یہی کہا کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، سو میری ہی عبادت کرو۔

مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام، کو رُشد و ہدایت توحید اور دینی استقامتوں کو کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے واسطے مبعوث فرمایا کرتے ہیں۔ امرِ تنویرِ باطن اور تزکیۂ نفوس ان کی بعثت کا اصل مقصد ہوتا ہے اور رسولوں کے انتخاب میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مَعَاذَ اللہ کسی نااہل کو نبوّت عطا فرما کر قوم کی طرف بھیجا ہو۔ اور وہ ہدایت رُشد و توحید اور دینی استقامتوں کو کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کی بجائے جسمانی امراض کے رفع دفع کرنے میں اپنی تمام تر طاقت صرف کر دے اور امرِ تنویرِ باطن اور تزکیۂ نفوس جو اصلی مقصد ہے وہ اس سے فوت ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مرزا غلام احمد کا خیال ہے۔ یہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین اور اس پر تہمت ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم اور انتخاب کو بھی غلط قرار دینا ہے۔ (اَعَاذَنَا اللہُ مِنْ ذَالِکَ)

لطیفہ:۔ ناظرین کرام آپ گذشتہ سطروں میں پڑھ چکے ہیں کہ جناب مرزے جی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات اور پیش گوئیوں کا صرف انکار ہی نہیں کیا بلکہ مذاق بھی اُڑایا۔

لیکن جب مرزے جی کے زمانے میں طاعون پڑی اور زلزلے آئے تو فرمانے لگے حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل متی ۲۴ میں یہ خبر دی ہے کہ مسیح موعود (یعنی مرزے جی) کے وقت طاعون پڑے گی۔ (روحانی خزائن جلد ۱۹ کشتی نوح ص۵ تصنیف جناب مرزا جی)

پھر لطیفہ پر لطیفہ یہ کہ:۔ جب ہم نے متی باب ۲۴ کو کھول کر دیکھا تو وہاں صاف الفاظ میں یہ لکھا ہُوا پایا ----

اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا تھا۔ اس کے شاگردوں نے الگ اس کے پاس آکر کہا۔ ہم کو بتا یہ باتیں کب ہوں گی اور تیرے آنے اور دُنیا کے آخر ہونے کا نِشان کیا ہوگا۔ یسوع نے جواب میں اِن سے کہا، کہ خبردار کوئی تم کو گمراہ نہ کردے کیوں کہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہُوں، اور بہت سے لوگوں کو گمُراہ کریں گے ٥ اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سُنو گے، خبردار گھبرا نہ جانا کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کریگی ۔ اور جگہ جگہ کال پڑیں گے۔ اور بھونچال آئیں گے ---- اور بہت سے جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتیروں کو گمُراہ کریں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السّلام میں سے کسی نبی کو قوم کی ہدایت کے واسطے مبعوث فرماتے ہیں تو معنوی معجزات یعنی مدعی نبوّت کے وہ نمایاں اوصاف و ملکات جو اللہ تعالیٰ کسی کسب کے بغیر شروع ہی سے اِس میں ودیعت فرماتے ہیں مثلاً اِس کی صداقت امانت اِس کے معالی اخلاق، اِس کی علو ہمتی، مُستقل مزاجی، شجاعت، خوابصورتی، تعلیم و تزکیہ، رُوحانی جسمانی عیبوں سے بے عیب اور ماضی کا بے داغ ہونا۔ جیساکہ حضُور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا۔ فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا

مِنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وغیرہ کے علاوہ حسی معجزات بھی، مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا خوفناک اژدھا بن جانا،، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُنگلی کے اشارہ سے چاند کا دو ٹکڑے کرنا، بھی عطا فرماتے ہیں۔ تا آپنے مِن جانب اللہ ہونے پر بطور دلیل پیش کر سکیں۔ نبوّت کی تاریخ سے اِن میں ایسا لزوم ثابت ہوتا ہے کہ کسی نبی کی زندگی معجزات سے خالی نہیں ملتی۔ اسی تاریخ کی بنا پر جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو آپ سے بھی معجزات طلب کیے گئے۔ فَلْيَأْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝ پ۱۷ ترجمہ:۔ اسکو چاہیئے کہ ہمارے پاس کوئی نشانی لاتے جیسے پہلے پیغمبر نشانیاں (معجزات) لیکر آئے تھے۔

اِسی کے ساتھ صحیح بخاری میں خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان اِن الفاظ میں موجود ہے۔ مَا مِنْ نَّبِيٍّ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ اِلَّا اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ ۝ ترجمہ:۔ کوئی ایسا نبی نہیں ہوا جسے کچھ نہ کچھ معجزات نہ دیئے گئے ہوں۔ جب یہ معلوم ہو گیا کہ حسی معجزات برحق ہیں۔ تو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ معجزہ خُدائی فعل ہوتا ہے۔ خود رسُولوں کا فعل نہیں ہوتا۔ اس کا ظہور بھی اللہ کے ارادے اور مشیت پر موقوف ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السّلام کے ارادہ کو معجزات میں ذرا بھر بھی دخل نہیں ہوتا۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ قرآن شریف جب معجزات کا تذکرہ کرتا ہے۔ تو ہمیشہ اِس طور سے کرتا ہے کہ وہ رسالت کی طرح رسُولوں کو

اپنی طرف سے دیکر بھیجے جاتے ہیں۔ یہ حقیقت حضرت موسٰی علیہ السلام کی کی اپنی سرگزشت سے بہت اچھّی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

جب اُن کو نبوّت عطا ہوئی تو اس کے ساتھ ربُّ العٰلمین کی طرف سے ان خاص طور پر دو معجزے بھی مرحمت ہوئے۔

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى پ۱۶ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کیا ہے تیرے دائیں ہاتھ میں اے موسٰی۔ قَالَ هِيَ عَصَايَ پ۱۶ موسٰی علیہ السلام کی بولے یہ میری لاٹھی ہے۔ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى پ۱۶ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ڈال دے اس کو اے موسٰی۔ فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى پ۱۶ تو اسکو ڈال دیا، پھر اُسی وقت وہ سانپ ہو گیا دوڑتا ہوا۔ وَلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ پ۱۹ بھاگا موسٰی پیٹھ پھیر کر اور مڑ کر نہ دیکھا۔ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى پ۱۶ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پکڑ لے اس کو اور مت ڈر اس کو ہم ابھی پھیر دیں گے اس کو پہلی حالت پر۔

اب ظاہر ہے کہ حضرت موسٰی علیہ السلام کو نہ تو یہ پتہ تھا کہ عصا ڈالنے کے بعد یہ سانپ بن جائے گا۔ اور نہ یہ پتا تھا کہ دوبارہ پکڑنے پر یہ پھر عصا بن جائے گا۔ چونکہ یہ خدا کا فعل تھا۔ لہٰذا لاٹھی سے سانپ اور سانپ کے دوبارہ پھر لاٹھی بن جانے سے حضرت موسٰی علیہ السلام مطلق بے خبر تھے۔ اور یہی وجہ ہے جب آپ نے لاٹھی کو سانپ کی شکل میں دیکھا تو مارے ڈر کے پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے اور مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

ورنہ اپنے پیدا کردہ معجزہ سے ڈرنے اور بھاگنے کا کیا معنی، اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ جب دوسرا معجزہ یدبیضا والا عطا فرمایا تو ارشاد ہوا فذانک برھانان من ربک الی فرعون وملائہ پ۲۰ سو یہ دو سندیں نشانیاں معجزے تیرے رب کی طرف سے ہیں (اتمام حجت کے واسطے)، فرعون اور اس کے سرداروں پر۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس تشریف لائے تو فرمایا قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ لایا ہوں تمہارے پاس نشانی تمہارے رب کی طرف سے۔ مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہو گیا کہ معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو اپنی قدرت کاملہ سے اپنے نبی کے ہاتھوں پر ظاہر فرماتا ہے۔ تو پھر کیوں کسی نبی کے معجزات کا انکار کیا جائے اور خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات یہ کہہ کر رد کیا جاوے کہ مادرزاد اندھے کو بینائی دینا اور مبروص کو مرض برص سے شفاء دینا اور مٹی کے پرندوں میں جان ڈالنا۔ اور مُردے کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ یہ جو کچھ مجھ سے ظاہر ہوا ہے میری ذاتی طاقت کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور ارادے کو اسمیں کوئی دخل نہیں۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صاف طور پر فرمایا!

یہ معجزات جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں باذن اللہ، اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہیں۔ میرا کام صرف مٹی سے پرندہ کی شکل بنانا ہے اور اس میں پھونک مارنا ہے، زندہ کر کے اُڑانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ میرا کام مادرزاد

اندھے کی آنکھ اور برص کے بدن پر ہاتھ پھیرنا ہے بینائی اور شفاء دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ میرا کام صرف مُردے کے زندہ ہو جانے کی دُعاء کرنا ہے، دُعاء قبول فرما کر زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب **الاسماء و صفات** میں فرماتے ہیں۔

اخرج البیہقی فی الاسماء والصفات۔۔ ان عیسی ابن مریم کان اذا اراد ان یحیی الموتی صلی رکعتین۔۔۔ فاذا فرغ مدح اللہ واثنی علیہ ثم دعا بسبعة اسماء یاقدیم یا حیّ یا دائم یافرد یا احد یا وتر یا صمد (الدر منثور جلد ۲)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب کسی مُردے کو زندہ کرنے کا ارادہ فرماتے۔ تو دو رکعت نماز نفل پڑھتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے۔ اور سات ناموں سے دُعا کرتے یاقدیم[1]۔ یا حیّ[2]۔ یا دائم[3]۔ یا فرد[4]۔ یا احد[5]۔ یا وتر[6]۔ یا صمد[7]۔

اب جبکہ یہ صورتِ حال ایک امرِ واقعی کے طور پر موجود ہے، تو آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو تسلیم کرنے سے کیوں گریز کیا جائے مرزا صاحب کا کہنا ہے کہ یہ خدائی صفات ہیں اور یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے۔ کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مُچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ اسی طرح سے مادرِ زاد اندھے اور مبروص کے متعلق اور ایسا ہی احیاء موتٰی کے متعلق بھی کہتے ہیں۔ میں گذشتہ صفحات میں تفصیل سے یہ ثابت کر چکا ہوں

کہ معجزہ خدائی فعل ہوتا ہے۔ اِس میں نبی کے ارادے اور طاقت کو کوئی دخل نہیں۔ دُوسری طرز سے۔ جاننا چاہیئے کہ پیڑ پر پھل لگانا۔ اور ہر قسم کے پودے کو بار آور کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔ لیکن جناب صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے اپنی تصنیف سیرۃ المہدی کے ص۴ پر لکھتے ہیں۔

بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے باغ میں پھر رہے تھے، جب آپ سنگترہ کے ایک درخت کے پاس سے گذرے تو میں (یعنی والدہ صاحبہ) نے۔۔۔ کہا کہ اس وقت سنگترہ کو دِل چاہتا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ کیا تم نے سنگترہ لینا ہے۔ والدہ صاحبہ نے۔۔۔ کہا ہاں لینا ہے۔ اِس پر حضرت صاحب اِس درخت کی شاخوں پر ہاتھ مارا، اور جب آپ کا ہاتھ شاخوں سے الگ ہوا تو آپ کے ہاتھ میں سنگترہ تھا۔۔۔ آپ نے فرمایا! یہ لو۔۔۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا زرد رنگ کا پکا ہوا سنگترہ تھا۔۔۔ خاکسار نے عرض کیا کہ کیا اِس وقت سنگترہ کا موسم تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا! نہیں۔ اور وہ درخت پھل سے بالکل خالی تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۴ روایت ۶ ۔ تصنیف مرزا جی کے فرزند مرزا بشیر احمد ایم اے)

غور فرماویں کہ یہاں نہ تو مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ معجزہ جو مجھ سے ظاہر ہُوا ہے یہ دراصل باذن اللہ، اللہ کے حکم سے ہے اور نہ ہی کسی دُوسرے مرزائی دوست نے یہ معجزہ بیان کر کے باذن اللہ کی قید لگائی ہے۔ باوجود

اِس کے تمام مرزائی احباب جناب مرزاجی کے اِس معجزہ پر ایمان رکھتے ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اِن معجزات کو بجائے تسلیم کرنے کے اُلٹا مذاق اُڑاتے ہیں۔ جن کے متعلق آپ یعنی (عیسیٰ علیہ السلام) فرمارہے ھیں باذن اللہ، یہ جو کچھ مجھ سے بطورِ معجزہ ظاہر ہوا ہے اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور مشیت سے ہے اور اللہ تعالیٰ بھی بار بار فرمارہے ھیں!!!

وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾

(اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کر میرا احسان جو ہوا تجھ پر اور تیری ماں پر) جب تو بناتا تھا گارے سے جانور کی صورت میرے حکم سے، پھر پھونک مارتا تھا، اسمیں تو ہو جاتا تھا اُڑنے والا میرے حکم سے، اور اچھا کرتا تھا مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے، اور جب نکال کھڑا کرتا تھا مُردوں کو میرے حکم سے، اور جب دُور رکھا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے (گرفتار کرنے سے تجھ کو) جب تُو لے کر آیا ان کے پاس معجزات تو کہنے لگے جو کافر تھے اُن میں، یہ معجزات نہیں بلکہ مسمریزم (جادو) ہے کھُلا

اب ظاہر ہے کہ جس طرح مُردے زندہ کرنا انسانی طاقت سے بالا ہے، بعینہٖ درخت سے پھل حاصل کرنا جبکہ شاخیں پھل سے خالی ہوں، اور پھل کا موسم بھی نہ ہو ناممکن اور انسانی قبضۂ قدرت سے باہر ہے،

ہمارے مخاطب مرزائی احباب کے پاس سوائے اِس کے اور کیا جواب ہے
کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے مرزا جی کے ہاتھ پر سنگترے کا
معجزہ ظاہر فرمادیا ہے۔ تو ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اِس میں کیا شک ہے
کہ مُردے زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ کسی انسان کو کیا طاقت ہے کہ
وہ یہ دعویٰ کرے کہ میں مُردے زندہ کر سکتا ہوں، ہاں اللہ تعالےٰ کو
طاقت ہے۔ کہ معجزانہ طور پر جس نبی کے ہاتھوں سے چاہے مرے ہوئے
زندہ فرمادے، اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معنوی معجزات کیساتھ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حسی معجزات بھی عطا فرمائے تھے۔ کما مرّ۔

لیکن جو ایمان دار تھے، اُنہوں نے کہا !!!!

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۳﴾ — اے رب ہمارے ہم نے یقین کیا اس چیز کا جو تو نے اُتارا اور ہم تابع ہوئے رسول کے تو لکھ ہمیں ماننے والوں میں

فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴﴾ — مگر جو لوگ کافر تھے ان میں سے کہنے لگے نہیں یہ (معجزات) مگر جادو (مسمریزم) کھلا۔

پس قرآن کی اس نصِ صریح نے فیصلہ کر دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار
خواہ قادیانی کریں یا کوئی اور سب کافر ہیں۔

مرزا جی کہتے ہیں! غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد ہے اور مشرکانہ
خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں
سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بالکہ صرف عمل الترب تھا۔ جو روح کی

قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لیے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جسمیں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔

(روحانی خزائن جلد ۳ ازالہ اوہام ص ۲۶۳۔ تصنیف مرزاجی)

ازمؤلف:۔ مرزا صاحب روح القدس کی تاثیر تالاب میں تو مانتے ہیں، اور اس سے کوئی شرک لازم نہیں آتا حالانکہ یہ تالاب میں روح القدس وغیرہ کی تاثیر والی کہانی محض افتراء ہے جسے جناب مرزاجی نے اپنی طرفسے گھڑ لیا ہے۔ جس کا ذکر قرآن وحدیث میں قطعاً نہیں ہے۔ مگر عیسٰی علیہ السلام سے وہی فعل بطور معجزہ ظاہر ہو تو شرک ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں

وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ پ۲ اور پ۳

اور دیے ہم نے عیسٰی مریم کے بیٹے کو معجزات اور مدد کی ہم نے عیسٰی علیہ السلام کی روح القدس سے،

لیکن مرزاجی کے نزدیک یہ سب کچھ مسمریزم یعنی مداری کا کھیل تھا چنانچہ فرماتے ہیں!

بہر حال (عیسٰی علیہ السلام کا) یہ معجزہ صرف ایک کھیل ہی کی قسم میں سے تھا۔ اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی جیساکہ سامری کا گوسالہ۔

(روحانی خزائن جلد ۳ ازالہ اوہام ص ۲۶۳۔ تصنیف جناب مرزاجی،)

بغیر اس کے کہ یہ کہدیں کہ حضرت عیسٰی ضرور نبی تھے، کیوں کہ قرآن نے اس کو نبی کہا اور کوئی دلیل اس کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ابطالِ نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔

(روحانی خزائن جلد ۱۹ اعجاز احمدی ص تصنیف جناب مرزاجی)

مرزا صاحب فرماتے ہیں!

ہائے کس کے آگے یہ ماتم لیجائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹ نکلیں۔ (روحانی خزائن جلد ۱۹، اعجاز احمدی ص $\frac{۱۲۱}{۱۵}$ تصنیف مرزاجی)

ازمؤلف :- مرزا صاحب کی مذکورہ بالا عبارت سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام (نعوذ باللہ من ذالک) نبی نہیں تھے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السّلام کی پیش گوئیاں من جانب اللہ ہوتی ہیں۔ جو کہ پوری ہو کر رہتی ہیں۔ اور یہ صرف ہمارے نزدیک ہی نہیں بلکہ مرزا صاحب بھی مانتے ہیں۔

چنانچہ کشتی نوح ص ۵ پر فرماتے ہیں۔ ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں اب ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی تین پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں تو ان کی نبوّت کیوں کر ثابت ہوئی۔ دیکھا مرزا صاحب نے کس صفائی سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی نبوّت پر ہاتھ صاف کر دیا (لعنۃ اللہ علی الکذبین)

مرزاجی فرماتے ہیں!

ایک شریر مکّار جس میں سراسر یسوع کی رُوح تھی، اللہ تعالیٰ نے یسوع کی رُوح میرے اندر رکھی تھی۔

(روحانی خزائن جلد ۱۲، تحفہ قیصریہ تصنیف مرزاجی ص $\frac{۲۷۲}{۲۰}$)

میں وہ شخص ہوں جس کی رُوح میں ---- یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۲، تحفہ قیصریہ ص $\frac{۲۷۲}{۲۱}$، تصنیف جناب مرزاجی)

ہم مرزاجی کی تحریرات کی روشنی میں حضرت مسیح علیہ السّلام کے اخلاص و خواص کا جائزہ لیتے ہیں تو اقتباسات بالا کا خلاصہ یہ نکلتا ہے،

(۱) مسیح علیہ السلام شرابی تھے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

(۲) بدزبان تھے۔ 〃 〃 〃

(۳) وہ نہایت غیر مہذب الفاظ استعمال کرتے تھے۔ 〃 〃 〃

(۴) وہ مسمریزم جیسے قابلِ نفرت اور بدخاصیت عمل میں کمال رکھتے تھے۔ 〃 〃 〃

(۵) رُوحانی تاثیروں میں ضعیف نکمّے اور قریب قریب ناکام تھے۔ 〃 〃 〃

(٦) اس درماندہ انسان کی پیش گوئیاں بے معنی تھیں۔ 〃 〃 〃

(۷) اس کی نبوّت کے ابطال پر کئی دلائل قائم تھے۔ 〃 〃 〃

(۸) آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔ 〃 〃 〃

(۹) انکی معجزانہ پیدائش ایسی تھی جیسے برسات میں کیڑے مکوڑے پیدا ہو جائیں۔ 〃 〃 〃

(۱۰) وہ رجولیت سے محروم تھے اور ہیجڑہ ہونا کوئی صفت نہیں۔ 〃 〃 〃

(۱۱) گندی گالیوں کی وجہ سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کر لیا تھا۔ 〃 〃 〃

(۱۲) آپ کے ہاتھ میں سوائے مکروفریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ 〃 〃 〃

(۱۳) آپ کی تین دادیاں اور نانیاں زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ 〃 〃 〃

(۱۴) آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی اسی وجہ سے تھی۔ کہ جدّی مناسبت درمیان میں رہے۔ 〃 〃 〃

(۱۵) آپ علمی اور عملی قوٰی میں بہت کچے تھے۔ 〃 〃 〃

(۱٦) آپ ایک دفعہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔ 〃 〃 〃

(۱۷) نوجوان بے تعلّق عورت آپ کی خدمت کرتی تھی۔ 〃 〃 〃

حضرت مسیح علیہ السّلام کی سیرت جو مرزا جی نے پیش کی ہے۔ پیش نظر رکھ کر مرزا جی کے حسب ذیل ارشادات بغور مطالعہ فرماویں۔

✽ میں مثیل مسیح ہوں یعنی حضرت مسیح کے بعض روحانی خواص طبع اور عادات اور اخلاق وغیرہ خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھے ہیں۔

(روحانی خزائن جلد ۳، ازالہ اوہام ص ۱۹۲، تصنیف مرزا جی،)

✽ اللہ تعالیٰ نے مجھے یسوع مسیح کے رنگ میں پیدا کیا تھا۔

(روحانی خزائن جلد ۱۲، تحفہ قیصریہ ص ۲۷۲/۲۰، تصنیف مرزا جی،)

مرزا جی کا مثیل مسیح کا دعویٰ اور مسیح علیہ السّلام کی سیرت کے سترہ ۱۷ خواص عادات آپ کے سامنے ہیں۔

کیا کوئی مرزائی دوست مرزا جی کو مثیل مسیح مان کر یہ سترہ ۱۷ خواص و عادات مرزا جی میں ماننے کے واسطے تیار ہیں۔

مرزے جی کے چند دعوے

(۱) میں خدا کا باپ ہوں۔ (حقیقۃ الوحی)

(۲) خدا کا بیٹا ہوں۔ 〃 〃 〃

(۳) خدا کا نطفہ ہوں۔ (اربعین نمبر ۲ روحانی خزائن جلد ۱۷)

(۴) خدا نے میرے ساتھ رجولیت کا اظہار فرمایا (یعنی مباشرت کی) اور اس عمل سے میری حالت ناقابلِ بیان ہوگئی۔

(۵) خُدا کی مانند ہوں۔ (اربعین روحانی خزائن جلد ۱۷)

(۶) میرا بیٹا مثل خُدا ہے گویا خُدا ہے۔ (حقیقۃ الوحی)

(۷) مؤنث ہوں مجھے حیض آتا ہے۔

(۸) نامرد ہوں۔

(۹) پچاس ۵۰ آدمیوں کی قوتِ باہ رکھتا ہوں۔ (یعنی مرد ہوں مجھے شہوت ہوتی ہے۔)

(۱۰) میرے نبی ہونے کی یہ نشانی ہے کہ سو ۱۰۰ دفعہ روزانہ موتتا ہوں تیس ۳۰ سال سے دستوں کا مرض دامنگیر ہے ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں

(۱۱) آدم ہوں۔

(۱۲) آدم کی اولاد نہیں ہوں۔

(۱۳) مٹی کا کیڑا ہوں۔

(۱۴) بشر کی جائے نفرت ہوں۔

(۱۵) اِنسانوں کی عار ہوں۔

(۱۶) برہمن ہوں۔

(۱۷) رودر گوپال ہوں۔

(۱۸) کرشن ہوں۔

(۱۹) جے سنگھ بہادر ہوں۔

(۲۰) اسرائیلی (یعنی یہودی) ہوں۔

اگلے صفحات میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا اندازِ بیان تردیدِ الوہیت مسیح اور اسکے بالمقابل مرزا قادیانی کذاب کا طرزِ بیاں مُلاحظہ فرماویں۔

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ
عَبْدًا لِّلّٰهِ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط
وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ
بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ
وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ
لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ
ثَلٰثَةٍ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ط
مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ط
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط وَاُمُّهٗ
صِدِّيْقَةٌ ط كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ،
وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ط
ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ط قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ
اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ
وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ
الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ط وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا

ترجمہ:- مسیح نے کبھی اس بات کو عار نہیں
سمجھا کہ وہ اللہ کا ایک بندہ ہو۔ بیشک کفر کیا
ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے
حالانکہ مسیح ابن نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل
اللہ کی بندگی کرو۔ جو رب تمہارا اور میرا۔ جس نے
اللہ کیساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس پر اللہ نے
جنت حرام کردی۔ اور اسکا ٹھکانا جہنم ہے اور
ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ بیشک کفر کیا ان
لوگوں نے جنہوں نے کہا اللہ تین میں ایک ہے حالانکہ ایک
خدا کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے۔ مسیح ابن مریم نہیں ہے مگر اللہ کا
رسول۔ اس سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گذر چکے ہیں۔
اسکی والدہ ایک راست باز عورت تھی اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے
اور عیسائی کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ بے حقیقت
باتیں ہیں جو انہوں نے اپنی طرف سے گھڑلی ہیں اور یہ
دیکھا دیکھی ان لوگوں کی جو ان سے پہلے کفر میں مبتلا ہو چکے تھے
خدا کی مار ان لوگوں پر یہ کہاں سے دھوکا کھا رہے ہیں
انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا
رب بنا لیا ہے اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ

لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝
لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ
هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ قُلْ
فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا
اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ
مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ
جَمِيْعًا ۝
يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ
دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا
الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ
مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ
اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ
فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَا تَقُوْلُوْا
ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ اَخْرَجَ
ابْنُ جَرِيْرٍ وَّابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ
عَنِ الرَّبِيْعِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
قَالَ اِنَّ النَّصٰرٰى اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ

انکو ایک معبود کے سوا کسی کی بندگی کرنیکا حکم نہیں
دیا گیا تھا۔ اُسکے سِوا کوئی معبود نہیں پاک ہے وہ ذات
ان شرکانہ باتوں سے۔ جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ بیشک کفر کیا ان
لوگوں نے جنہوں نے کہا۔ مسیح ابنِ مریم خدا ہی ہے۔
(اے محمد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) ان سے کہو کہ اگر اللہ تعالیٰ
مسیح ابنِ مریم اور اسکی والدہ کو اور تمام زمین والوں کو ہلاک کردینا
چاہے تو کس کو مجال ہے کہ اسکو اس ارادے سے باز رکھے۔
اے اہلِ کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو۔ اور
اللہ کیطرف حق کے سِوا کوئی بات منسوب نہ کرو۔
مسیح ابنِ مریم اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ اللہ کا
ایک رسُول تھا۔ اور ایک فرمان تھا جو،
اللہ نے مریم کی طرف بھیجا۔
اور ایک رُوح تھی پس تم اللہ پر اور اس کے
رسُولوں پر ایمان لاؤ۔ اور نہ کہو کہ خدا تین ہیں۔
یعنی عیسیٰ اور اس کی والدہ اور تیسرا خود خدا، اور شرک
کرنے سے باز آجاؤ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔
حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ
عیسائیوں کی ایک جماعت حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ

تَعَالیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَخَاصِمُوْہُ فِیْ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ
وَقَالُوْا لَہٗ مِنَ اُلُوْہٗ وَقَالُوْا عَلَی
اللّٰہِ الْکَذِبَ وَالْبُہْتَانَ فَقَالَ
لَہُمُ النَّبِیُّ صَلَّی تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَلَسْتُمْ تعلمون اِنَّہٗ لَا یَکُوْنُ وَلَدٌ
اِلَّا ھُوَ یُشْبِہُ اَبَاہُ قَالُوْا بَلٰی
قَالَ اَلَسْتُمْ تعلمون اِنَّ رَبَّنَا
حَیٌّ لَا یَمُوْتُ وَاِنَّ عِیْسٰی یَاْتِیْ
عَلَیْہِ الْفَنَا قَالُوْا بَلٰی قَالَ
اَلَسْتُمْ تعلمُوْنَ اِنَّ ربنا قیم
عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ یَکْلَؤُہٗ وَیَحْفَظُہٗ،
وَیَرْزُقُہٗ قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَھَلْ
یَمْلِکُ عِیْسٰی مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا
قَالُوْآ اِلَّا قَالَ اَفَلَسْتُمْ
تعلمُوْنَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْفِیْ عَلَیْہِ
بِشَیْئٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ
قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَھَلْ تعلم عِیْسٰی

والہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور آپ
سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے متعلّق بحث کی۔
کہنے لگے کہ عیسیٰ علیہ السّلام کا باپ کون ہے اور،
جھوٹ موٹ انہیں خدا کا بیٹا بتانے لگے، حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہیں کہ بیٹا
اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ کہنے لگے کیوں نہیں،
فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ اور لافانی ہے
اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر ایک دن موت آئے گی۔
کہنے لگے کیوں نہیں۔ فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا
رب ہر چیز کا بنانیوالا ہے وہ سب کی نگہداشت کرتا ہے
کہنے لگے کیوں نہیں۔ فرمایا وہ سب کا رازق ہے
کہنے لگے کیوں نہیں۔
آپ نے فرمایا کیا عیسیٰ علیہ السّلام بھی ایسے
اختیارات رکھتے ہیں۔ کہنے لگے کہ نہیں۔
آپ نے فرمایا کیا پھر تمہیں علم نہیں کہ اللہ تبارک و
تعالیٰ پر عرش سے فرش تک کچھ پوشیدہ نہیں
کہنے لگے کہ درست ہے۔ پھر آپ نے دریافت
فرمایا کیا عیسیٰ علیہ السّلام بھی بن بتائے یہ سب کچھ جان

مِنْ ذَالِكَ شَيْئًا اِلَّا مَا عَلَّمَ قَالُوْا اِلَّا قَالَ فَاِنَّ رَبَّنَا صَوَّرَ عِيْسٰى فِى الرَّحِمِ كَيْفَ يَشَآءُ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنَّ رَبَّنَا لَا يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَلَا يَشْرِبُ الشَّرَابَ وَلَا يُحْدِثُ الْحَدَثَ قَالُوْا بَلٰى قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنَّ عِيْسٰى حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كَمَا تَحْمِلُ الْمَرْأَةُ ثُمَّ وَضَعَتْهُ كَمَا تَضَعُ الْمَرْأَةُ وَلَدَهَا ثُمَّ غُذِّىَ كَمَا تُغَذِّى الْمَرْأَةُ الصَّبِىَّ ثُمَّ كَانَ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَشْرِبُ الشَّرَابَ وَيُحْدِثُ الْحَدَثَ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَكَيْفَ يَكُوْنُ هٰذَا كَمَا زَعَمْتُمْ فَعَرَفُوْا ثُمَّ اَبَوْا اِلَّا جُحُوْدًا ۔ (دُرِّ منثور ص ۳/۲۷)

لیتے ہیں۔ کہنے لگے ہرگز نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے جسطرح چاہا عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر مادرِ شکم میں بنائی۔ پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کھانے پینے اور پاخانہ پیشاب سے پاک ہے۔ کہنے لگے کہ ٹھیک ہے۔

فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ عیسیٰ علیہ السلام شکمِ مادر میں اسی طرح رہے جیسے دوسرے بچے رہتے ہیں پھر سب انسانوں کیطرح پیدا ہوتے پھر بچوں کیطرح ماں کا دودھ پیا۔ پھر کھاتے پیتے رہے، اور بول براز کرتے رہے۔ کہنے لگے، کیوں نہیں۔ فرمایا!

پھر کیا تمہارا یہ خیال باطل درست ہوسکتا ہے، پس وہ حقیقت کو پا گئے مگر ہٹ دھرمی سے انکار کرتے رہے۔

(دُرِّ منثور ص ۳/۲۷)

ناظرینِ کرام یہ ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اور اللہ تعالیٰ کا اندازِ تردید۔ الوہیتِ مسیح محال کہ ذرہ بھر اشارۃً بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کا پہلو نکلے۔ اب آپ اگلے صفحات میں مرزا کا بھی اندازِ تردید ملاحظہ فرماویں۔

مرزاجی فرماتے ہیں کہ ....

مسیح کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ پیو۔ شرابی، نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار، منکبر خود بیں، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔

(رُوحانی خزائن جلد ۹ نور القرآن ۲ ص ۳۸۳ تصنیف مرزاجی)

پھر فرماتے ہیں ....

اَب دُوسرا مذہب یعنی عیسائی باقی ہے۔ جس کے حامی نہایت زور و شور سے اَپنے خُدا کو جس کا نام اُنہوں نے یسوع مسیح رکھا ہُوا ہے۔ بڑے مبالغہ سے سچّا خدا سمجھتے ہیں اور عیسائیوں کے خدا کا حُلیہ یہ ہے کہ وہ ایک' اسرائیلی آدمی، مریم کا بیٹا ہے۔ جو ۳۲ برس کی عُمر پاکر اس دارِ فانی سے گزر گیا۔ جب ہم سوچتے ہیں کہ کیوں کر وہ گرفتار ہونیکے وقت ساری رات دُعا کرکے بھی اَپنے مطلب سے نامراد رہا اور ذلّت کیساتھ پکڑا گیا اور ---- سولی پر کھینچا گیا اور ایلی ایلی کرتا مر گیا۔ تو ہمیں ایک دفعہ بدن پر لرزہ پڑتا ہے کہ کیا ایسے کو جس کی دُعا بھی جنابِ الٰہی میں قبوُل نہ ہوسکی اور نہایت ناکامی اور نامُرادی سے ماریں کھاتا کھاتا مر گیا۔ قادرِ خدا کہہ سکتے ہیں۔ ذرا اس وقت کے نظارہ کو آنکھوں کے سامنے لاؤ جب کہ یسوع مسیح حوالات میں ہوکر پلاطوس کی عدالت سے ہیرودوس کی طرف بھیجا گیا۔ کیا یہ خدائی کی شان ہے کہ حوالات ہوکر ہتکڑی ہاتھ میں زنجیر پیروں میں، چند سپاہیوں کی حراست میں چالان ہوکر جھڑکیاں کھاتا ہوا گلیل کیطرف روانہ ہوا۔ اس حالت

ٹلاُمت میں ایک حوالات سے دُوسری حوالات میں پُہنچا۔ بلاطوس نے کرامت دیکھنے پر چھوڑنا چاہا۔ اِس وقت کوئی کرامت دکھلا نہ سکا۔ ناچار پھر حراست میں واپس کر کے یہودیوں کے حوالہ کر دیا گیا۔ اور اُنہوں نے ایک دَم میں اِس کی جان کا قصّہ تمام کر دیا۔

اَب ناظرین خود سوچ لیں کہ کیا اَصلی اَور حقیقی خُدا کی یہی علامتیں ہُوا کرتی ھیں۔ کیا کوئی پاک کانشنس اِس بات کو قبول کر سکتا ہے۔ کہ وہ جو زمین و آسمان کا مالک خالق اَور بے انتہا قدرتوں اَور طاقتوں کا مالک ہے وہ اَخیر میں ایسا بدنصیب اَور کمزور اَور ذلیل حالت میں ہو جائے کہ شریر انسان اِس کو ہاتھوں میں مَل ڈالیں۔

(روحانی خزائن جلد ۹ معیار المذاہب صفحہ ۴۶۸/۴۶۹ ۔ تصنیف مرزا جی ۔)

پھر فرماتے ھیں !!!!

اِسلام ۔۔۔ نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکھلاتا ہے کہ خُدا (عیسیٰ علیہ السلام) نے انسان کی طرح ایک عَورت کے پیٹ سے جنم لیا اَور نہ صرف نو مہینہ تک خونِ حیض کھا کر ایک گُناہ کار جسم سے جو بنت سبع اَور تمر اَور راحاب جیسی حرام کار عورتوں کے خمیر سے اپنی فطرت میں ابنیّت (بیٹے ہونے) کا حِصّہ رکھتا تھا۔ خُون اَور ہڈی اَور گوشت کو حاصِل کیا۔ بلکہ بچپن کے زمانہ میں جو بیماریوں کی صعوبتیں ھیں، جیسے خسرہ، چیچک، دانتوں کی تکالیف وغیرہ وہ سب اُٹھائیں۔ اَور بہت سا حِصّہ عُمر کا معمولی

اِنسانوں کی طرح کھوکر آخر موت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آگئی۔ مگر چونکہ دعویٰ ہی دعویٰ تھا۔ اور خدائی طاقتیں ساتھ نہیں تھیں اس دعوے کیساتھ پکڑا گیا۔

ایسے ہی یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ (اللہ تعالیٰ عیسائیوں کے خدا عیسیٰ کی طرح) کسی عورت کے رحم میں داخل ہوتا اور خونِ حیض کھاتا اور قریباً نو ماہ پورے کر کے سیر ڈیڑھ سیر کے وزن پہ عورتوں کی پیشاب گاہ سے روتا چلاتا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور پھر روٹی کھاتا اور پاخانہ جاتا اور پیشاب کرتا اور تمام دُکھ اِس فانی زندگی کے اُٹھاتا ہے۔ اور آخر چند ساعت جان کندنی کا عذاب اُٹھا کر اِس جہان سے رُخصت ہو جاتا ہے۔

(نعوذ باللہ من ذالک از مؤلف) (روحانی خزائن جلد ۱۰ ست بچن ص تصنیف مرزا جی)

پھر فرماتے ہیں !!!!

غرض وہ (یعنی مسیح علیہ السلام) اپنے خدا ہونے کا نشان نہ دکھلا سکا۔۔۔۔ بلکہ ایک ضعیفہ عاجزہ کے پیٹ سے تولد پا کر۔۔۔ وہ ذلّت اور رُسوائی اور ناتوانی اور خواری عُمر بھر دیکھی کہ جو انسانوں میں سے وہ انسان دیکھتے ہیں جو بد قسمت اور بے نصیب کہلاتے ہیں اور پھر مُدّت تک ظلمت خانۂ رحم میں قید رہ کر اور اِس ناپاک اور راور اِس ناپاک راہ سے کہ جو پیشاب کی بدررو ہے پیدا ہو کر ہر قسم کی آلودہ حالت کو اپنے اُوپر وارد کر لیا۔ اور بشری آلودگیوں اور نقصانوں میں سے کوئی ایسی آلودگی باقی نہ رہی جس سے وہ بیٹا باپ کا بدنام کنندہ مُلوّث نہ ہو اور پھر اِس نے اپنی جہالت

اور بے علمی اور بے قدرتی اور نیز اپنے نیک نہ ہونے کا اپنی کتاب میں آپ ہی اقرار کرلیا۔ اور پھر درصورت یکہ وہ عاجز بندہ خوامخواہ خدا کا بیٹا قرار دیا گیا۔ (براھین احمدیہ صہ ۴۴۰/۳۶۸ ۔ تصنیف مرزاجی)

پھر فرماتے ھیں !!!!

وہ (مسیح ابنِ مریم) ہر طرح سے عاجز ہی عاجز تھا۔ مخرج معلوم کی راہ سے جو پلیدی اور ناپاکی کا مبرز ہے تولّد پاکر مدّت تک بھوک اور پیاس اور درد اور بیماری کا دُکھ اُٹھاتا رہا۔ (براہین احمدیہ صہ ۴۴۱/۳۶۹ تصنیف مرزاجی)

(عیسائیو) آپ کو یاد ہوگا کہ آپ کے خدا صاحب تھوڑی سی بھوک کے عذاب پر صبر نہ کر کے کیوں کر انجیر کے درخت کی طرف دوڑے گئے۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ درخت اِن کا یا اِن کے باپ (یعنی اللہ تعالیٰ) کی ملک میں سے تھا۔ پس جو شخص بیگانہ درخت کو دیکھ کر اپنے نفس پر غالب نہ آسکا۔ اور پیٹ کو بھینٹ چڑھانے کے لیے اس کی طرف دوڑا گیا۔ وہ خُدا تو کیا بلکہ بقول آپ کے فردِ اکمل بھی نہیں۔

(روحانی خزائن جلد ۹ نور القرآن نمبر ۲ صہ ۴۲۶ ، تصنیف جناب مرزاجی)

مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے اس کا جواب بھی کبھی آپ نے سوچا ہوگا۔ ہم تو سوچ کر تھک گئے اب تک کوئی عمدہ جواب خیال میں نہیں آیا۔ کیا ہی خوب خدا ہے جس کی دادیاں ، نانیاں اس کمال کی ہیں۔ (روحانی خزائن جلد ۹ نور القرآن نمبر ۲ صہ ۳۹۴ ۔ تصنیف مرزاجی)

پھر فرماتے ھیں !!!!

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے ۔ تین[۳] دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا ۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لیے ایک شرط ہو گی ۔

(روحانی خزائن جلد ۱۱ انجام آتھم صفحہ ۲۹۰ تصنیف مرزا جی ــــــ)

پھر فرماتے ھیں !!!!

تکبر، خود بینی خود تمام بدیوں کی جڑ ہے ۔ وہ تو یسوع صاحب کے حصّہ میں آئی ہوئی معلوم ہوتی ہے کیوں کہ اس نے آپ خدا بن کر سب نبیوں کو رہزن اور بٹمار اور ناپاک حالت کے آدمی قرار دیا ہے ۔ حالانکہ یہ اقرار بھی اس کے کلام سے نکلتا ہے کہ وہ خود بھی نیک نہیں ۔ مگر افسوس کہ تکبر کا سیلاب اس کی تمام حالت کو برباد کر گیا ہے ۔ کوئی بھلا آدمی گذشتہ بزرگوں کی مذمت نہیں کرتا ۔ لیکن اس نے پاک نبیوں کو رہزنوں، بٹماروں کے نام سے موسوم کیا ہے ۔ اس کی زبان پر دوسروں کے لیے ہر وقت بے ایمان حرام کا لفظ چڑھا ہوا ہے ۔ کسی کی نسبت ادب کا لفظ استعمال نہیں کیا ۔ کیوں نہ ہو خدا کا فرزند جو ہوا ۔ (روحانی خزائن جلد ۹ معیار المذاہب صفحہ ۲۸۴ تصنیف مرزا جی)

پھر فرماتے ھیں !!!!

یسوع اس لیے اپنے تئیں نیک نہیں لکھ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے ۔ اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ

ابتدا ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک نتیجہ ہے

(روحانی خزائن جلد ۹۔ معیار المذاہب ص ۴۸۵/۴۸۶ ، تصنیف مرزا جی)

پھر فرماتے ھیں !!!!

ہر ایک انسان کیساتھ ایک شیطان ہوتا ہے اور مطہر اور مقرب انسان کا شیطان ایمان لے آتا ہے مگر افسوس کہ یسوع کا شیطان ایمان نہیں لا سکا۔ بلکہ اُلٹا اِس کو گمراہ کرنے کی فکر میں ہوا، اور ایک پہاڑی پر لے گیا اور دُنیا کی دولتیں دِکھلا کر وَعدہ کیا کہ سجدہ کرنے پر یہ تمام دولتیں دیدوں گا۔۔۔۔

جن کے پیشوا نے خدا بن کر پھر شیطان کی پیروی کی - اِن کا شیطان کو سجدہ کرنا کیا بعید تھا۔ (روحانی خزائن جلد ۹ معیار المذاہب ص ۴۷۵ ، تصنیف مرزا جی)

پھر فرماتے ھیں !!!!

دیکھو وہ (یعنی یسوع مسیح) کیسے شیطان کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ حالانکہ اسکو جانا مناسب نہ تھا اور غالباً یہی حرکت تھی جسکی وجہ سے وہ ایسا نادم ہوا کہ ایک شخص نے جب اِسے نیک کہا تو اس نے روکا کہ کیوں مجھے نیک کہتا ہے۔ حقیقت میں ایسا شخص جو شیطان کے پیچھے پیچھے چلا گیا کیونکر جرأت کر سکتا ہے کہ اپنے تئیں نیک کہے۔ یہ بات یقینی ہے کہ یسوع نے اپنے خیال سے اور بعض اور باتوں کی وجہ سے بھی اپنے تئیں نیک کہلانے سے کنارہ کشی ظاہر کی ۔ مگر افسوس کہ اب عیسائیوں نے نہ صرف نیک قرار دیدیا۔ بلکہ خُدا کا بیٹا بنا رکھا ہے ۔

(روحانی خزائن جلد ۱۰ ست بچن ص ۲۹۳ تصنیف مرزا جی)

پھر فرماتے ہیں !!!!

غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح علیہ السلام کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انکی پیشگوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح ان کو دفع نہیں کر سکتے صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور سچے دل سے قبول کیا ہے اور بجز اسکے انکی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں عیسائی تو انکی خدائی کو روتے ہیں مگر یہاں تو نبوت بھی ان کی ثابت نہیں ہو سکتی۔

(روحانی خزائن جلد ۱۹۔ اعجاز احمدی، ص ۱۲۱/۱۴، تصنیف جناب مرزا جی)

ناظرین کرام

آپ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اور آپ کی والدہ ماجدہ کا مقام معلوم کر لیا ہے۔ اور مرزے جی نے جو آپ اور آپ کی اماں جان کی سیرت کا نقشہ کھینچا ہے۔ وہ بھی آپ سے پوشیدہ نہیں رہا۔ پھر مسیح علیہ السلام کی الوہیت کے رد کا جو انداز اختیار کیا ہے۔ وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبیؑ کی توہین کرنے والا نبی تو کجا ایک شریف انسان بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

(حافظ عبدالرحمن خان عفی عنہ)